

دُستِ اُردو لکھنا سیکھیں

(صحیح املا)

www.kitabosunnat.com

محمد عثمان رامہ

ع: دن بھس کے کاٹ ڈالے، ہمت نہ ہاریے۔
ع: باتیں ادھر کو کچے، ادھر آنکھ ماریے۔
ع: کیا بیاں کریے کہ شرم آتی ہے عرض حال سے۔
ع: جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتاریے۔
ع: دروازہ کھلنے کا نہیں، گھر کو سدھاریے۔
ع: نگہ جس کی طرح کہاں تک پکاریے۔
ع: اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہ ہو۔
ع: بیمار، تو کوئی نہ ہو بیمار دار۔
ع: کو، جتنا چاہیے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اسلامی کتابیں مفت سے ڈاؤن لوڈ کریں

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

دُستِ اُردو لکھنا سیکھیں؟

(صحیح املا)

دہلیت
لکھنؤ پاکستان

محمد رفیع خان رامی

www.KitaboSunnat.com



رابعہ فک ہاؤس

الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ (پاکستان)

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، سکننگ یا کسی اور طریقہ سے کسی بھی قسم کی اشاعت رابعہ بک ہاؤس کی تحریری اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی۔

قانونی مشیر: عبدالواحد چوہدری (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

A Trustworthy Name for Quality Books

Rabia Research Centre

6-C Tapa Road, Lahore-Pakistan. Ph: +92 42 3722 0073
Email: info@rabiabooks.com www.rabiabooks.com

Show Room - Al-Karim Market, Urdu Bazar,
Lahore-Pakistan. Ph: +92 42 37123 555

ہماری مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لئے
www.rabiabooks.com سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
مطبوعات میں بہتری کے لئے اشکات کی صورت میں
info@rabiabooks.com

آفس: رابعہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر C-6، ٹیپ روڈ، لاہور۔

تھوٹھو: الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان۔

تقسیم کنندہ:

لاہور: 1۔ پکھری روڈ، انارکلی۔ فون: +92-42-37355528

کراچی: اردو بازار، نزدیکی یو پاکستان۔ فون: +92-21-32212991

راولپنڈی: اقبال روڈ، نزدیکی چوک۔ فون: +92-51-5539609

حیدرآباد: 5۔ یوسف چیمبرز، اسٹیشن روڈ۔ فون: +92-22-3780128

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر: نوید اے شیخ

ادارہ: رابعہ بک ہاؤس، لاہور

تعداد: ایک ہزار

سرورق: آر بی ایچ آرٹ سیکشن، لاہور

طابع: ندیم پرنس پرنٹرز، لاہور

قیمت 200 روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انتساب

شاہانہ

کے نام

پیش لفظ

اُردو ہماری قومی اور تہذیبی زبان ہے مگر قیامِ پاکستان کے بعد اس کے فروغ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی اُردو کی تدریس سے متعلق بہت کم کتابیں منظر عام پر آ سکی ہیں۔ ان حالات میں اپنی قومی زبان کی ترویج اور مقبولیت کے لیے ایک نئے عزم کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

”درست اُردو لکھنا سیکھیں“ فروغ اُردو کے لیے ایک چھوٹی سی کوشش ہے جو رابعہ بک ہاؤس کے روح رواں نوید اختر شیخ صاحب کی خصوصی دل چسپی کے باعث آپ تک پہنچ رہی ہے۔

اس کتاب میں اُردو لکھنے سے متعلق ان مشکلات کو دور کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو ایک عام قاری ہی نہیں اساتذہ کو بھی درپیش ہیں۔

ادارہ



صفحہ	عنوان
9	املا
9	رسم خط
11	صحیح تلفظ
12	خط
14	لفظ
14	نقطہ
16	حرفوں کے جوڑ
17	ترکیب
18	حرفوں کی مختلف ترکیبی صورتیں
25	حرفوں کی تختیاں
27	الف اور ہائے محقق
29	مقامات کے نام
30	ہندی کے چند الفاظ
30	عربی کے کچھ الفاظ
31	لفظ "اللہ"

صفحہ

عنوان

31

لکھنے میں ”ی“ پڑھنے میں ”الف“

34

متفرق الفاظ

36

حروف قمری و شمسی

38

ت، ة

41

ذ، ز، ژ

44

فارسی کے مصدر

47

س، ش، ص، ک

49

نون

57

واو

59

واو معدولہ

60

ہ

61

کہنی دار ”ہ“

62

”ہ“ اور ”ح“ کا استعمال

63

ہائے مختلف اور ”الف“

63

ہائے مختلف اور ”یے“

65

ہائے مخلوط (ھ)

68

ہمزہ

69

”ہمزہ“ اور ”واو“

76

واو متحرک

77

”الف“ اور ”واو“ یک جا

عنوان

صفحہ

77	ہمزہ کے ساتھ لکھے جانے والے نام
77	عطف کی صورت میں
80	ہمزہ اور ہائے منفی
80	ہمزہ اور ”ی“
85	اضافت
93	لفظ کے آخر میں ”یا“ کا استعمال
95	لفظ کا آخری حرف ”ش“
97	لفظ کے آخر میں ”یت“ کا استعمال
97	دو ”ی“ کا استعمال
98	لاحقہ ”یل“
98	انگریزی لفظ شکسپر وغیرہ
99	اسم فاعل میں ”ہمزہ“ کا استعمال
100	مغلی اور سرسئی جیسے لفظ
101	ی۔ے
102	”ی“ اور زیر کا استعمال
103	گنتیاں
106	اعداد ترتیبی
107	لفظوں کو ملا کر لکھنا
113	اعراب
114	علامات
117	رموزِ اوقاف
123	ضمیمہ الفاظ (متفرق الفاظ)

۱۰

املا:

لفظ میں حروف کے صحیح صحیح استعمال کو املا کہا جاتا ہے یعنی جس لفظ میں حروف کی تعداد اور ترتیب بالکل درست ہو اور ان حروف کے جوڑ پیوند بھی ٹھیک ہوں تو کہا جائے گا کہ اُس لفظ کی املا درست ہے۔ لیکن اگر اُس لفظ میں حروف کی ترتیب، تعداد اور جوڑ پیوند ٹھیک نہیں ہوں گے تو وہ لفظ غلط شمار کیا جائے گا۔

املا کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ ”املا لفظوں کی صحیح تصویر کھینچنا ہے۔“

رسم خط:

جو طریقہ اُن حروف کو لکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ ”رسم خط“ کہلاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ املا میں تو اصلاح ہو سکتی ہے مگر رسم خط میں اصلاح ممکن نہیں ہے۔ رسم خط یا تو رہے گا یا نہیں رہے گا۔ چونکہ حروف کی صورتیں نہیں بدل سکتیں اس لیے رسم خط بھی نہیں بدلے گا۔

املا میں تصحیح کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ کچھ لوگ بعض لفظوں کو غلط طور پر لکھنے لگتے ہیں۔ شروع شروع میں غلط لکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہی چند لوگوں کا غلط لکھا سند بننے لگتا ہے اور بہت سے دوسرے لوگ بھی یہی غلطیاں کرنے

لگتے ہیں۔ اس کی ایک عام مثال لفظ ”منہدی“ ہے جس میں ”ن“، ”ہ“ سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے منہ یا مینہ میں ”ن“، ”ہ“ سے پہلے لکھا جاتا ہے۔

”منہدی“ ایک عام استعمال کا لفظ ہے مگر بعض لوگ اسے ”منہدی“ یعنی ”ن“، ”ہ“ کے بعد لکھتے ہیں۔ جو یقیناً درست نہیں ہے۔ املا میں اس غلطی کا آغاز بھی اسی طرح ہوا ہوگا کہ چند لوگوں نے اس لفظ کو ”منہدی“ لکھنا شروع کر دیا ہوگا۔

اس قسم کی غلطیوں کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ لفظوں میں اکثر حرف ملا کر لکھے جاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ حروف چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر لفظ ”منہدی“ کو دیکھئے۔ یہ لفظ پانچ حروف کا مجموعہ ہے جن میں سے ”ی“ تو سالم ہے مگر باقی چار الفاظ کچھ نہ کچھ صورت بدل کر آئے ہیں۔ اسی وجہ سے امکان رہتا ہے کہ بے توجہی کے سبب سے، لاشعری کے باعث یا پھر جلدی میں کسی حرف کی جگہ بدل جائے۔

بعض اوقات اس کا بھی امکان رہتا ہے کہ حرف ہی بدل جائے یا کوئی حرف کم یا زیادہ ہو جائے۔ مثلاً ”لے“ میں ایک ”ل“ اور دو ”ی“ ہیں (ل ی ی)۔ اس کو ”لے“ اور ”لے“ بھی لکھا جاتا ہے۔

یا جیسے ایک شخص ”پایل“ لکھتا ہے اور دوسرا ”پائل“۔ اسی طرح صحیح لفظ ”ازدحام“ ہے۔ اس کو ازدہام، اور ”ازدہام“ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا کا نام ”آزر“ ہے اس کو ”آذر“ فرض کر لیا جاتا ہے۔

کسی بھی زبان کے لیے اور اُس کے لکھنے والوں کے لیے یہ بات ہرگز باعثِ فخر نہیں ہے کہ معمولی معمولی لفظوں کو صحیح طور پر نہ لکھا جائے یا پھر ایک ہی لفظ کو بہت سے لوگ مختلف طرح لکھیں اور یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو کہ لفظ کی درست املا کیا ہے۔

صحیح تلفظ:

اگر کوئی شخص ”نان“ کو ”پان“ بولے تو کہا جائے گا کہ یہ تلفظ غلط ہے۔ بولنے والے کو جس طرح لفظ کے معنی معلوم ہونا چاہیے اسی طرح لکھنے والے کو لفظ کا اِملّا معلوم ہونا چاہیے۔ جس طرح ”قلم“ کی جگہ ”پنسل“ بولنا صحیح نہیں اسی طرح ”قلم“ کو ”کلم“ لکھنا بھی درست نہیں ہوگا۔ اضافے کی صورت میں لفظ کے آخری حروف پر زیر آ جاتا ہے یہ مانا ہوا قاعدہ ہے۔ مثلاً اضافت کی صورت میں ”منزل مقصود“ لکھا جائے گا۔ اگر اس کو ”منزل مقصود“ لکھا جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ اِملّا غلط ہو گیا۔

ایسی غلطیاں اکثر دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔ لفظ ”معما“ تو سبھی نے سنا ہوگا، مگر فانی کے اس مشہور شعر کو اگر آپ نے یوں لکھ دیا:

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

زندگی کا ہے کوہِ خواب ہے دیوانے کا

اگر آپ شعر کو اسی طرح لکھیں گے تو یہ ضرور کہا جائے گا کہ پہلے مصرعے میں ایک لفظ کا اِملّا غلط ہے۔ ”معمہ“ کوئی لفظ نہیں ہے۔ صحیح صورت ”معما“ ہے یعنی پہلے مصرعے کو یوں لکھنا چاہیے تھا:

اک معما ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

اضافت کی صورت میں اس کو ”معماۓ حیات“ لکھا جائے گا۔ فرض کر لیجئے کہ کسی شعر میں یہ مرکب آ گیا اور لکھنے والے نے اس کو ”معمہء حیات“ لکھ دیا تو مصرع ہی بحر سے خارج ہو جائے گا۔

یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ ابتدائی عمر میں بچے کی آنکھیں جن صورتوں کو بار بار دیکھتی رہتی ہیں تو ذہن کے سادہ و صاف ورق پر وہ نقش اسی طرح ثبت ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اِملّا کا ہے۔

ابتدائی تعلیم کے زمانے میں جب اِملّا کی خاص طور پر مشق کرائی جاتی ہے اور بہت سے لفظوں کے سچے بھی کرائے جاتے ہیں تو اکثر لفظوں کی تصویر ذہن کے پردے پر اُتر آتی ہے۔

طالب علم کسی بھی لفظ کو اُسی طرح لکھنا سیکھے گا جس طرح وہ لفظ کتاب میں لکھا ہوا ہے یا پھر اُستاد اپنے شاگرد کو کاپی پر یا تختہ سیاہ پر جس طرح لفظ لکھنے کی مشق کروائے گا۔ شاگرد بھی اس طرح اِملّا لکھے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ نا صرف نصابی کتابوں میں الفاظ کی اِملّا کا خاص خیال رکھا جائے۔ بلکہ اساتذہ بھی الفاظ کے درست تلفظ اور اِملّا کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ فرض کر لیجئے کہ کتاب میں ”گاؤں“ چھپا ہوا ہے اور اُستاد اپنے قلم سے ”گانو“ لکھتا ہے تو وہ طالب علم کیا کرے گا؟ اُس کا ذہن بری طرح اُلجھ جائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ لکھنے والے کو ہر لفظ کا صحیح اِملّا معلوم ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ صحیح اِملّا سے متعلق ضروری باتیں بھی اُس کے علم میں ہوں۔

خط

”خط“ اصطلاحی لفظ ہے۔ لکھاؤ کی کسی خاص روش کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر زبان میں خط تو ایک ہی ہوتا ہے مگر لکھاؤ کے انداز ایک سے زیادہ ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم انگریزی کی چھپی ہوئی کتابوں کا جائزہ لیں کتابوں میں چھپی ہوئی عبارت اور ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارت کے لکھنے کا انداز تو مختلف ہوگا مگر رسم خط ایک ہی ہوگا۔

اُردو میں دو خط رائج ہیں:

① خطِ نسخ

② خطِ نستعلیق

خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کی پہچان کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اُردو ٹائپ کی چھپائی خطِ نسخ میں ہوتی ہے جب کہ باقی سب کاموں مثلاً خطِ لکھنا، حساب کتاب وغیرہ کے لیے خطِ نستعلیق استعمال کیا جاتا ہے۔ طالب علم شروع ہی سے خطِ نستعلیق کو سیکھتا ہے اور پھر عمر بھر اسی خط

میں سب کچھ لکھتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحتِ اِملاء میں اصل اہمیت خطِ نستعلیق کی ہے۔ چند سال پہلے تک خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کے علاوہ ایک خط اور بھی استعمال کیا جاتا تھا جسے خطِ شکستہ کہتے تھے۔ یہ خط دفاتر میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ تیز لکھائی کے لیے بہت کارآمد تھا۔ اس میں لمبی لمبی آڑھی ترچھی کششیں ہوتی تھیں اور بہت سے حرف ایک دوسرے سے ملا کر لکھے جاسکتے تھے۔ مگر موجودہ دور میں اس خط کا استعمال نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے کیوں کہ کمپیوٹر کی آمد کے بعد دفاتر میں کام کرنے کا انداز بالکل بدل کر رہ گیا ہے۔ اب خطِ شکستہ کا ثبوت صرف پرانے کاغذوں اور تھانوں کی پرانی ریٹوں میں ہی ملتا ہے۔ خطِ شکستہ اب چلن میں نہیں رہا مگر آج بھی بعض لوگ عبارت کو ”گھسیٹ“ میں لکھتے ہیں یہ اسی خط کا اثر ہے۔

خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق میں حروف کے جوڑ ذرا الگ الگ ڈھنگ سے لگتے ہیں۔ خطِ نسخ میں حروف کے دائروں میں چپا پن ہوتا ہے۔ اس کے برعکس خطِ نستعلیق کے دائروں میں گولائی یا بیضاویت ہوتی ہے۔

خطِ نسخ اصل میں عرب کی دین ہے۔ اُس زمانے میں عربوں کی زندگی میں سادگی تھی۔ وہی سادگی اور یکسانی اس خط میں بھی ہے۔

خطِ نستعلیق ایران سے آیا ہے اور اس میں ایرانی مزاج کی نفاست پسندی، صناعتِ حسن پسندی اور نقش گری کی نمود ہے۔ نسخ میں قلم بدلتا نہیں بلکہ شروع سے آخر تک یکسانی رہتی ہے۔ جب کہ خطِ نستعلیق میں لکھی ہوئی عبارت کو دیکھتے تو صاف معلوم ہوگا کہ اس میں قلم بدلتا رہتا ہے۔ جس سے کشش میں اتار چڑھاؤ نمایاں ہوتا ہے۔ کہیں پورا قلم لگایا جاتا ہے، کہیں نصف اور کہیں اُس سے کم، مثال کے طور پر حرف ج کو ذرا غور سے دیکھئے۔ صاف معلوم ہوگا کہ اُس کے سر، گردن اور دور میں قلم کا پیمانہ مختلف ہے۔ یہی صورت مختلف حروف کے جوڑ میں ہوتی ہے۔ خطِ نستعلیق میں عام آدمی کا قلم بے تکلفی کے ساتھ چلتا ہے۔ اس لیے ان امور کا صحیح طور پر اندازہ

نہیں ہوتا، مگر جب خوش نویس کچھ لکھتا ہے تو سارے محاسن پورے طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔
 جتنے بھی خط عرب اور ایران میں ایجاد ہوئے ہیں خطِ نستعلیق ان میں سب سے
 خوب صورت تصور کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو ”عروس الخطوط“ بھی کہا گیا ہے۔ خطِ نسخ اور
 خطِ تعلیق دوہرانے خط تھے۔ خطِ نستعلیق کی نمود انہی دونوں کے امتزاج سے ہوئی ہے۔ اس کے
 نام میں بھی اُن دونوں خطوں کا نشان موجود ہے یعنی:

نسخ - تعلیق = خطِ نستعلیق

لفظِ نستعلیق اُردو میں مہذب اور متین کا ہم معنی بھی ہے۔ اُردو میں عام طور پر لکھائی میں
 خطِ نستعلیق استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے جب صحتِ املا کی بات ہوتی ہے تو حرفوں کے جوڑ پیوند کی
 حد تک خطِ نستعلیق ہی زیر بحث ہوتا ہے۔

لفظ

حرف دو ہوں یا زیادہ، اُن کا مجموعہ ”لفظ“ کہلاتا ہے۔ ایسے حرف زیادہ ہیں، جو ملا کر
 لکھے جاتے ہیں۔ حرفوں کو ایک دوسرے سے ملا کر لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اُن کو چھوٹے
 چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں لایا جائے۔

جیسے ایک حرف ہے ”ب“۔ جب یہ لفظ کے آخر میں آتا ہے تو اس کو اسی طرح لکھا جاتا
 ہے۔ جیسے اب، جب۔ مگر جب یہ شروع میں یا بیچ میں آتا ہے تو الگ الگ حرفوں کے ساتھ اس
 کی الگ الگ شکلیں بن جاتی ہیں۔ جیسے: اب، بت، جبر یعنی اب اس حرف کی چار شکلیں ہوئیں۔
 کسی لفظ میں بس دو حرف ہوں تو عام طور پر اُس کے لکھنے یا پڑھنے میں الجھن نہیں
 ہوتی۔ لیکن اگر کوئی لفظ تین، چار یا اس سے زیادہ حرف کا مجموعہ ہو تو الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔

نقطے:

ایک لفظ ہے ”بنا“ اُس میں چار حرف ہیں۔ شروع کے تین حرف (ب، ن، ت)

ایک ہی گروپ کے ہیں ان کے جوڑ ایک ہی طرح لگتے ہیں۔ یعنی یک ساں شوشوں کی صورت میں ان کو لکھا جاتا ہے۔ انہیں بس نقطوں کی مدد سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر نقطے صحیح طور پر نہ رکھے جائیں یا صحیح جگہ پر نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ لفظ کی لکھاوٹ غلط ہو جائے گی۔ کوئی شخص انکل سے صحیح پڑھ لے تو پڑھ لے در نہ عام طور پر اس لفظ کو غلط ہی پڑھا جائے گا۔ جب اُسے غلط پڑھا گیا تو معنی بھی بدل جائیں گے جیسے ایک لفظ ہے ”نبی“ (ن، ب، ی) اس میں ”ن“ اور ”ب“ کے نقطے ادھر ادھر ہو جائیں تو یہ آسانی کے ساتھ ”بنی“ (ب، ن، ی) بن سکتا ہے۔

اس کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ کئی حرف ایسے ہیں جن کو صرف نقطوں کی مدد سے پہچانا جاتا ہے۔ انگریزی ہندی وغیرہ کے ایسے لفظ جن سے عام طور پر لوگ واقف نہیں ہوتے ایسے لفظوں کو پڑھنے میں کبھی محض اس لیے مشکل پیش آتی ہے کہ نقطے صحیح جگہ پر نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں لوگوں کے اور جگہوں کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اُردو رسم خط کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اختصار کو بہت دخل ہے یعنی کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کو لکھا جاسکتا ہے۔ مگر نقطوں کے بے جگہ ہونے سے یہ خوبی، خامی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

رسم خط کو تو بدلائیں جاسکتا۔ البتہ اس کا اہتمام کیا جاسکتا ہے کہ محض نقطوں کی وجہ سے غلط خوانی کا سامان فراہم نہ کیا جائے۔ جن لوگوں کو پرانی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے اُن کو خوب معلوم ہوگا کہ بہت سے مقامات پر محض نقطوں کے نہ ہونے سے یا غلط جگہ پر ہونے سے عبارت کو پڑھنا ایک مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ پرانے لوگ بہت سے نقطوں کو غائب کر دیا کرتے تھے۔ آج کل نقطوں کو غائب تو نہیں کیا جاتا مگر بہت سے مقامات پر بے پردائی کی وجہ سے یا جلدی میں وہ جگہ سے بے جگہ ضرور ہو جاتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

حرفوں کے جوڑ:

نقطوں کے بعد سب سے اہم چیز حرفوں کے جوڑ ٹھیک ہونا ہے۔ لفظوں میں سالم حروف کم آتے ہیں کیوں کہ زیادہ حروف کو ملا کر لکھا جاتا ہے اور اس وجہ سے حرفوں کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس حرف کا جوڑ کس طرح لگتا ہے اور کہاں پر شوشہ کس طرح نمایاں ہوگا؟

اس سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

① قلم کو احتیاط کے ساتھ چلایا جائے۔

② طالب علم کو شروع میں مختلف حرفوں کے جوڑوں کی مشق کرائی جائے۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، خط شکستہ کا استعمال اب تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اُس دور میں لمبے لمبے تریچھے تریچھے حرف بنا کرتے تھے۔ وہ خط تو اب بہت کم استعمال ہو رہا ہے۔ مگر اُس کی کچھ کشیش عام تحریر میں ابھر آیا کرتی ہیں۔ عام لکھاوٹ میں بہت سے حرف آڑے تریچھے بن جاتے ہیں جن میں جوڑ اور نقطے، دونوں کی شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔

جلدی میں اپنی کاپی میں آپ جو لکھیں اور جیسے لکھیں، آپ جانیں اور آپ کا کام مگر جب کسی کو خط لکھا جائے، کوئی مضمون لکھا جائے، امتحان کی کاپی میں جوابات لکھے جائیں یا کچھ اور لکھا جائے جو سب کے لیے ہو تو اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ حرفوں کے جوڑ قاعدے کے مطابق ہوں اور شوشے بھی ٹھیک ٹھاک ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ”صبح“ کو ”صح“ لکھ دیا جائے اور یہ بھی نہ ہو کہ آپ کی تحریر کسی ڈاکٹر کا نسخہ دکھائی دے جسے کیسٹ کے سوا کوئی نہ پڑھ سکے۔

مشہور حکایت ہے کہ ایک اُن پڑھ شخص ایک صاحب علم کے پاس خط لکھوانے کے لیے آیا۔ اُن صاحب نے کہا: ”بھائی! میں تمہارا خط تو لکھ دیتا ہوں مگر میری ٹانگ میں درد ہے، میں چل پھر نہیں سکتا۔“ اُس نے حیران ہو کر پوچھا کہ خط لکھنے کو ٹانگ کے درد سے کیا نسبت ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ جب میں کسی کو خط لکھتا ہوں تو پھر پڑھنے کے لیے بھی مجھے ہی جانا پڑتا ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جب کوئی شخص کسی کو برا بھلا کہہ رہا ہو تو اچھے خاصے آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ آنکھیں بھیا نک ہو جاتی ہیں اور منہ عجیب سا بن جاتا ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بدزبانی سے جس طرح چہرے کے خدو خال بدل جاتے ہیں اسی طرح تحریر کے بگاڑ سے لکھنے والے کی شخصیت گہنا جاتی ہے اور پڑھنے والا سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ تحریر لکھنے والا یا تو اول جلول ہے یا بہت بے پروا، یا پھر اُس کے دل میں مکتوب الیہ کے لیے مردت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

یہ بات ممکن نہیں ہے کہ ہر لکھنے والے کا خط بہت اچھا ہو۔ مگر لا پرواہی سے لکھنے اور خط اچھا نہ ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ لہذا اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ خط جیسا بھی ہو مگر لفظ میں شامل حرفوں کی ترتیب درست ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ نقطے صحیح جگہ پر ہوں اور تحریر میں جلد بازی یا بے پرواہی کا پیدا کیا ہوا اثر چھاپن نہیں ہونا چاہیے۔

ترکیب:

ایک حرف کا دوسرے حرف سے ملنا ترکیب کہلاتا ہے۔ ترکیب کی تین صورتیں ہیں:

① ترکیب سابق

② ترکیب لاحق

③ ترکیب طرفین

ترکیب سابق:

ترکیب سابق کا مطلب یہ ہے کہ حرف اپنے سے پہلے والے حرف کے ساتھ ملے۔ جیسے ”جب“ میں ”ج“ کا ”ب“ سے ملنا۔

ترکیبِ لاحق:

حرف کا اپنے سے بعد والے حرف سے ملنا ترکیبِ لاحق کہلاتا ہے۔ جیسے ”دُن“ میں ”د“ کا ”ن“ سے ملنا۔

ترکیبِ طرفین:

حرف کا دونوں طرف سے ملنا ترکیبِ طرفین کہلاتا ہے، جیسے ”قر“ میں ”ق“ کا ”م“ اور ”ر“ سے ملنا۔

یاد رہے کہ نو حرف ایسے ہیں جو اگلے حرف سے ملا کر نہیں لکھے جاسکتے۔ یہ حرف ہیں: ا، و، ذ، ز، ر، ژ، ث، و۔ جب یہ حرف کلمے میں واقع ہوتے ہیں تو وہاں پر اُس لفظ کی ترکیبِ ٹوٹ جاتی ہے، جیسے: رات، پانی، سکول، تولنا۔ اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ نو حرف صرف ترکیبِ سابق کو قبول کرتے ہیں اور ترکیبِ لاحق سے محروم رہتے ہیں اور اسی طرح ترکیبِ طرفین سے خود بہ خود محروم ہو جاتے ہیں۔

حرفوں کی مختلف ترکیبی صورتیں:

ب، پ، ت، ٹ، ن، ی؛ یہ سات حرف ترکیب کی صورت میں ٹوٹ کر تین شکلیں اختیار کرتے ہیں:

پہلی شکل:

جب یہ سات حرف، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، و، ی، ا، ہ، ہر حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق کے ساتھ آئیں گے تو ان کی مختصر صورت ہوگی یعنی ایسی صورت میں نقطوں کی مدد سے مختلف حرفوں کا تعین کیا جاسکے گا۔ جیسے نس، نص، یس، تو، بط، بعل، بق، تف، پس، بی، نے۔

لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ”ی“ اور ”ے“ کے ساتھ ان سات حرفوں کی یہ صورت اُسی وقت ہوگی جب ”ی“ یا ”ے“ لفظ میں آخری حرف کی جگہ پر آئیں گے۔ جیسے نی، بے، پے وغیرہ اگر ”ی“ درمیان لفظ میں واقع ہوگی تو اس صورت میں ان ساتوں حرفوں کو شوٹے کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: تیمار، نیم، تیمم، پیار۔

دوسری شکل:

مذکورہ سات حرف (ب، پ، ت۔۔۔) جب ج، چ، ح، خ، م؛ ان پانچ حرفوں کے ساتھ ترکیب لاحق کے ساتھ آئیں گے تو ان کی مختصر شکل ہوگی۔ جیسے: تم، رنج، بچ، نم۔ مگر خیال رہے ”ہ“ جب لفظ کے بیچ میں آتی ہے تو اُس کو گہنی دار لکھا جاتا ہے جیسے: کہنا، کہنی دار ”ہ“ کے ساتھ بھی ان ساتوں حرفوں کو اسی طرح ترکیب لاحق دی جائے گی، جیسے: یہاں، نہتا، نہانا، تہمت، نہلنا، پہننا۔ ہائے مخلوط (ھ) کے ساتھ بھی یہی صورت ہوگی جیسے پھونکنا، بھوک، تھکنا۔

تیسری شکل:

باقی حرفوں کے ساتھ ترکیب لاحق میں ان کو شوٹے کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: تن، نل، بدن۔۔۔ ترکیب طرفین میں بھی یہ شوٹے دار لکھے جاتے ہیں، جیسے: جینا، کٹنا، جتنا۔

ج، چ، ح، خ:

یہ ایک گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ترکیب لاحق میں ان کا ابتدائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے: حاتم، خالو، چلنا، جمننا۔ یہی صورت ترکیب طرفین میں رہتی ہے۔ جیسے: کچھ، عجب، مخمل، پیچیدہ۔ ترکیب سابق میں یہ پورے لکھے جاتے ہیں جیسے: بچ، رنج۔

و، ڈ، ذ:

یہ تینوں حرف ایک گروپ کے ہیں اور صرف ترکیب سابق کو قبول کرتے ہیں۔ اس صورت میں ذ راسی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ ان کا مڑا ہوا سر سیدھا ہو جاتا ہے جیسے عذر، ضد، غدر۔

ر، رُ، ز، ژ:

یہ بھی صرف ترکیب سابق کو قبول کرتے ہیں اور اس صورت میں ان میں ایک کشش کا اضافہ ہو جایا کرتا ہے۔ جس سے اُتار پیدا ہو جاتا ہے، جیسے: نظر، کمر، اگر، تیر، تر، جز، رجز۔
”دال“ اور ”رے“ کے جوڑ میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ ”ر“ کے سر میں دوسرے حرف کا جوڑ لگایا جاتا ہے، جیسے: زر، حد۔

س، ش، ص، ض:

ترکیب لاحق کی صورت میں ان حروف کا پہلا جز باقی رہتا ہے، جیسے: سل، شام، صاف ضعیف۔ لیکن یہ خیال رہے کہ ص اور ض میں شوشہ جز و حرف ہے۔ یہ ہمیشہ نمایاں رہے گا۔ ترکیب طرفین میں بھی یہ اسی طرح لکھے جائیں گے، جیسے: کشف، نصف، نسیم، ترکیب سابق میں، باقی حروف کی طرح پورے لکھے جائیں گے۔ جیسے: جس، نص، کش۔

ط، ظ:

یہ دونوں حرف ہر صورت میں اسی طرح رہتے ہیں جیسے: طرح، بظ، نظر۔

ع، غ:

ترکیب سابق اور ترکیب طرفین میں ان کا سر بند رہتا ہے، جیسے: موقع، تعجب، مغلوب۔ ترکیب لاحق میں ان کا سر کشادہ رہتا ہے، جیسے: عجب، عادت۔

ف:

”ف“ کا سر ترکیب سابق اور ترکیب طرفین میں کھل جاتا ہے، جیسے: قفس، کف، ترکیب لاحق میں بند رہتا ہے، جیسے: فرصت۔ ترکیب لاحق میں ”ف“ کی طرح ”ق“ کا سر بھی بند رہتا ہے، جیسے: قادر۔ ترکیب سابق میں ”ف“ کے برخلاف ”ق“ کا سر بند رہتا ہے۔ جیسے: بق۔ ترکیب طرفین میں ”ف“ اور ”ق“ دونوں کا سر گھل جائے گا۔ جیسے: نقش، نفع، شفقت۔

ک، گ:

یہ دونوں حرف جب ”الف“ اور ”لام“ کے ساتھ ترکیب لاحق میں آئیں گے تو ان کی صورت یہ ہوگی: کا، کل، گا، گل۔ ”الف“ اور ”لام“ کے سوا دوسرے حرفوں کے ساتھ ترکیب کی صورت میں ان کا ابتدائی حصہ آئے گا۔ جیسے: کننا، گپ، مھکنا، تھکنا۔

ل:

ترکیب کی صورت میں اس کا ابتدائی حصہ باقی رہے گا، جیسے: لانا، تھلنا، لکڑی، لگانا۔

م:

ترکیب لاحق اور ترکیب طرفین میں اس کا پہلا حصہ باقی رہے گا، جیسے: مارنا، مٹنا، چمکنا۔ آخر میں اور حروف کی طرح، یہ بھی پورا لکھا جائے گا، جیسے: تم۔

یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ ترکیب طرفین میں اس کا سر نیچے کی طرف جھکا رہے گا اور ترکیب لاحق میں اوپر کو اٹھا رہے گا، جیسے: ماں، ہمکنا، چمکنا۔ آخر میں اس کا سر اندر کی طرف جھکا رہے گا جیسے تم، ہم۔

ترکیبِ لاحق میں یہ ”ب“ وغیرہ کے شوٹے کی طرح آئے گا، جیسے: ہوا، ہم۔ شوٹے کے نیچے ایک اور شوٹہ بنایا جائے گا جسے لکھن بھی کہتے ہیں۔

ترکیبِ طرفین میں اس کی صورت بدل جاتی ہے اور اس صورت کو گھنی وار کہا جاتا ہے جیسے: کہنا، بہت، لہنگا۔

ترکیبِ سابق میں اس کی صورت ایک شوٹے سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اگر ”ہ“ ملفوظ ہے (یعنی صاف صاف تلفظ میں آتی ہے) تو اس کے نیچے شوٹہ (لکھن) ضرور آئے گا، جیسے: جگہ، مہ، تہ، کہ، سہ وغیرہ۔ اگر ہائے محتملی ہے تو شوٹہ نہیں آئے گا، جیسے: مے خانہ، پیمانہ، کعبہ۔

لیکن اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ ترکیبِ سابق میں ”ہ“ کے ساتھ اور سب حرفوں کے جوڑ کے لیے اس حرف اور ”ہ“ کے بیچ میں (ہائے ملفوظ ہو یا ہائے محتملی) کوئی شوٹہ نہیں آئے گا۔ یعنی جوڑ ظاہر نہیں ہوگا، جیسے: مہ، تہ، یہ وغیرہ

ہائے مخلوط کو دو چشمی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: دھر، گھر، بھر، ہاتھ۔

یہ قاعدہ ہے کہ حرف جب لفظ کے آخر میں آئیں گے تو اپنی اصل صورت میں لکھے جائیں گے۔ لیکن د، ڈ، ز، ر، ژ، ذ، ث، ع، غ، ف، ہ؛ مستثنائیں۔

د، ڈ، ذ، میں ابتدائی حصے کی میڑھ کی صورت میں ذر اسی بدل جاتی ہے، جیسے: بد اور ر، ژ، ز، ث، میں کشش میں ذر اس ا اضافہ ہو جاتا ہے جیسے: تر۔ ”ع“ اور ”غ“ کی صورت یہ ہے کہ اُن کا سر بند ہو جاتا ہے۔ جیسے: ثمع۔ ”ف“ کا سر بند ہے مگر ترکیبِ سابق میں کھل جاتا ہے۔

حرفوں کی مختلف صورتوں کو مجموعی طور پر نیچے دیکھا جاسکتا ہے۔

حرف	مختلف صورتیں	مثالیں
الف:	"	باء جا۔
ب، پ، ت، ث، ع:	ا، ہ، ل	بد، بچ، بس۔
ج، چ، ح، خ:	ح	بچ، حج، تعجب۔
د، ڈ، ذ:	ر	بد، کھڈ، ابدال۔
ر، ز، ژ:	ر	تر، بڑ، تر، اب، نظر۔
س، ش:	م، ہ، ش	سام، شام، سلگنا، مشک۔
ص، ض:	ص	صاف، صبح، مصفا، مضاف۔
ط، ظ:	ط	بط، طبیعت، بطل۔
ع، غ:	ع، غ	عقب، غصہ، شمع، جمع، تعجب۔
ف:	ف، ف	فوراً، تفریح، کف۔
ق:	ق، ق	قاف، وقت، تقدیر، عشق۔
ک، گ:	ک، گ، گ، گ	کا، کل، گل، کب، بلکنا۔
ل:	ل	لام۔ الگ، کلب، کلبلانا۔
م:	م	مان، ممتا، جماؤ، تیمم۔
ن:	ن، ل، ز	نان، نقد، نخ۔
و:	و	وقت، ہوا، ہونا۔
ہ:	ہ، ہ، ہ، ہ	ہونا، بہت، جگہ، کعبہ، گھر۔
ی:	ی، ی، ی، ی	یار، بخ، یس، یوسف۔

حرفوں کے جوڑوں میں خیال رکھنا چاہیے کہ شوشے نہ کم ہوں، نہ زیادہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مثال کے طور پر:

ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی، یہ سات حرف جب ج، چ، ح، خ اور م کے ساتھ ملتے ہیں تو ان کی مختصر صورت یوں ہو جاتی ہے جیسے: بچ۔ اب اگر اس سے پہلے ایک اور حرف کا اضافہ کرنا ہو تو صرف اسی حرف کے شوشے (یا اس کے ابتدائی حصے) کا اضافہ ہو جائے گا۔ جسے بچ سے بچ۔ یا جیسے یم سے نیم۔

ہائے مختفی ہو یا ملفوظ، ترکیب سابق میں اُس سے پہلے جوڑ کو ظاہر کرنے کے لیے شوشہ نہیں آئے گا۔ جیسے: یہ، بہ، نہ، ان کو ”یہہ، بہہ، لکھنا غلط ہوگا۔ مگر جب حرف اول خود ”ہ“ ہو۔ تب جوڑ کا شوشہ ضرور نمایاں ہوگا، جیسے: امر وہہ۔ کہنی دار ”ہ“ کی صورت ترکیب طرفین میں آتی ہے۔ جیسے: کہنا، بہنا۔ اس لیے کہنا کے امر کو کہہ لکھنا غلط ہوگا۔



www.KitaboSunnat.com

حرفوں کی تختیاں

ذیل میں مختلف حرفوں کی تختیاں لکھی جاتی ہیں۔ ان سے نستعلیق کے جوڑوں کا صحیح صحیح علم ہوگا۔ آخر میں کچھ تین حرفی یا زیادہ حرفوں سے مرکب لفظوں کو بھی لکھا جائے گا۔ تاکہ مختلف جوڑوں کی وضاحت ہو سکے:

با	باب	باج	بد	بر	بس	بص	بط
باع	باف	باق	بک	بل	بم	بن	بو
بہ	بھ	بی	بے				
جا	جب	جج	جد	جر	جس	جھ	جط
لع	لف	لق	لک	لج	لم	لو	لہ
جھ	جی	جے					
سا	سب	سج	سد	سر	سس	سھ	سط
سع	سف	سق	سک	سم	سن	سو	سہ
سی	ے						
صا	صب	صج	صد	صر	صس	صھ	صط

صع	صف	صق	صک	صل	صم	صن	صو
صہ	صی	صے					
طا	طب	طج	طہ	طر	طس	طص	طط
طف	طق	طک	طل	طم	طن	طو	طہ
طی	طے						
عا	عب	عج	عد	عر	عس	عص	عط
عع	عف	عق	عک	عل	عم	عن	عو
عه	عی	عے					
فا	فب	فج	فد	فر	فس	فص	فط
فع	فف	فق	فک	فل	فم	فن	فو
فن	فی	فے					
کا	کب	کج	کد	کر	کس	کص	کط
کع	کف	کق	کل	کم	کن	کو	کہ
کھ	کی	کے					
لا	لب	لج	لد	لر	لس	لص	لط
لع	لف	لق	لک	لل	لم	لن	لو
لھ	لی	لے					
ما	مب	مج	مد	مر	مس	مص	مط
مع	مف	مق	مک	مل	مم	من	مو
مہ	مھ	می	مے				

نط	نص	جس	ز	ند	نج	نب	تا
نونه	نن	نم	نل	نک	نق	نف	نع
					نے	نی	نھ
ہط	ہص	ہس	ہر	ہد	ہج	ہب	ہا
ہو	ہن	ہم	ہل	ہک	ہق	ہف	ہع
					ہے	ہی	ہے
یط	یص	یس	یر	ید	یج	یب	یا
یو	ین	یم	یل	یک	یق	یف	یع
				یے	ی	یھ	یہ
					بصارت	بلخ	بابت
		پلیٹ	پتھر	پیڑ	مینڈیر	یعقوب	یوسف
		یقین	گھر				
		نظیر	نظر	نفرت	تبصرہ	تقید	تبدیلی
		حاجی	جج	عجب	تعجب	بدر	نذر
		صبح	صاف	فقیر	عاشق	شمع	سمانا
		نماز	ماں	لنکا	ملکہ	ضعیف	صیاد
		تم		تارخ	تلوار	ہاشم	نیم
			جلد				

الف اور ہائے مختلف

عربی فارسی کے بہت سے لفظ ایسے ہیں جن کے آخر میں ”ہ“ آتی ہے اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہوتا ہے۔ یہ ”ہ“ لکھی تو جاتی ہے مگر پڑھنے میں اس کی آواز ”و“ کی طرح نہیں نکلتی۔ بلکہ وہ اپنے سے پہلے حرف کے زبر کو سہارا دیا کرتی ہے، جیسے:

کعبہ، پیانہ، پردہ، جلوہ۔ اس ”ہ“ کو ہائے محذوفی کہتے ہیں، خیال رکھنے کی بات یہ ہے کہ محذوفی ”ہ“ عربی فارسی لفظوں کے آخر میں آتی ہے اور زبانوں کے لفظوں کے آخر میں ہمیشہ لاف لکھا جائے گا جیسے: بھروسا، پتا، اُردو، ہندی، انگریزی کے ایسے سب لفظوں کے آخر میں الف آئے گا ایسے کچھ لفظوں کی فہرست نیچے پیش کی جاتی ہے:

اُبالا	اُبسا	اُبلّا	آبا	انا	آجا	آم
آنا	انگارہ	اکھاڑا	اندرسا	اڈا	انگوٹھا	اُپلا
باجرا	بٹا	باڑا	بانّا	بتاشا	بٹوا	بچارا
بھانجا	بدلا	برآمدہ	بھتا	بلبلا	بنجارا	بھرتا
بنگلا	بچکانا	بگولا	بھٹا	بنگلا	بھروسا	بھیجا
بیڑا	بھوسا					
پلندا	پلّیا	پپسا	پنکا	پُرسا	پسینا	پٹّا
پانسا	پوٹا	پارا	پپیتا	پتا	پٹاخا	پٹارا
نکا	نکلیا	نوٹکا	تھاتا	ٹانکا	ٹنخا	ٹولا
ٹھپّا	ٹپکا	جانگلیا	جھٹّا	جھروکا	چارا	چہوڑا
چکّا	چلا	چونا	چھاپا			
دو پٹّا	دلاسا	دلیا	دوسا	دھاگا	دھبا	دھریا
ڈاکیا	ڈبا	ڈبیا	ڈراما	ڈلیا	ڈونگا	ڈھانچا
ڈھکوسلا	راجا	رایتا	ردا	رکشا	زنخا	زردا
سلفا	سلما	سمجھوتا	سموسا	شہدا		
کٹورا	کٹہرا	صافا	عُبارا	کا کا	کانا	کرم
کھا جا	کیلا	کموٹیا	کمرّا	کھاتا	کیمرّا	کیوڑا
گھونسا	گھونسلا	گتا	گملا			

(2)

بہت سے لفظ ایسے بھی ہیں جو دراصل عربی یا فارسی کے ہیں مگر اردو میں آکر ان کی شکل صورت ذرا بدل گئی ہے۔ ایسے سب لفظوں کو الف ہی سے لکھا جائے گا جیسے ایک لفظ ہے ”نصیب“ یہ عربی سے آیا ہے۔ اردو میں اسی سے ”نصیباً“ بنا ہے۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

خرچا	خاکا	بسترا	بعضا	پُرسا	پسندا	نشیلا
نقشا	بدلا	زنخا	نفرا	جگرا	اکا	

ایسے مرکب لفظوں کے آخر میں بھی الف آئے گا جو اردو میں بنے ہیں، خواہ اُن کا ایک جز عربی فارسی کا ہو، یا دونوں جز عربی فارسی کے ہوں۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

آب خورا	اٹھائی گیرا	ادلا بدلا	امام باڑا	اک منزلا	بے سُرا	بے پیرا
بے استاد	بے اصولا	بے صبرا	بے فکرا	بے مرشدا	بے وارثا	بے غرضا
جوشیلا	چوراہا	چو طرفا	دو پٹا	دو رخا	دونسلا	دو منزلا
دورنگا	دو فصلا	شکر پارا	شیخی خورا	شکر خورا	صبح خیزیا	کم ہمتا
کپڑا تا	میل خورا	ناشکرا	ندیدا	نودولتا	نوگزرا	نمک پارا

مقامات کے نام

کچھ مقامات کے نام ”ہ“ سے لکھے جاتے ہیں، جیسے:

چکلالہ، نوشہرہ، ہنزہ، وغیرہ۔

ان کو اسی طرح لکھا جاتا رہے گا۔ یہ خاص نام ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ خاص خاص اور مشہور مقامات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور کم معروف ناموں کو الف سے ہی لکھنا بہتر ہوگا۔

ہندی کے چند الفاظ

ہندی سے آئے ہوئے کچھ لفظ ایسے ہیں جو کبھی کبھی اُردو کی تحریروں میں، خاص طور پر اخباروں میں آ جاتے ہیں۔ بعض کم، بعض کچھ زیادہ۔ ان کی صورت یہ ہے کہ اگر ان کو الف کے ساتھ لکھا جائے تو تلفظ بگڑ جائے گا۔ جیسے مشہور بنگالی فلم ڈائریکٹر کا نام ”سیتہ جیت رے“ ہے۔ اس کو اگر ”ستیا جیت“ لکھا جائے تو تلفظ بھی اجنبی لگے گا اور تلفظ میں بھی بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ ایسے لفظوں میں ”ی“ سے پہلے جو حرف ہوتا ہے آواز اس پر جھٹکا کھاتی ہے اور اس طرح ”ی“ پر آواز کا دباؤ بہت کم ہوتا ہے اور اس بنا پر ہائے مخفی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے لفظوں کو ہائے مخفی کے ساتھ لکھا جائے گا اور یہ استثنا ہوگا۔ خیال رہے ایسے الفاظ بہت کم ہیں اور لفظوں کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اُردو کا ایک لفظ بھی اسی فہرست میں آتا ہے اور یہ ہے ”پر“ کا مخفف ”پہ“ جیسے:

اُس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے۔

یا جیسے: گوداں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں۔ اس کو بھی اسی طرح (پہ) لکھا جائے گا اور اس کا شمار بھی مستثنائے لفظوں میں ہوگا۔

عربی کے کچھ الفاظ

عربی کے کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں الف لکھا نہیں جاتا، مگر پڑھا جاتا ہے، جیسے: رحمن۔ ایسے سب لفظوں کو اب الف کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ ایسے چند لفظ یہ ہیں:

اسحاق، اسماعیل، رحمان، زکات، سلیمان، صلات، لقمان،
موعات، یاسین

لفظ ”اللہ“

لفظ ”اللہ“ ایک خاص طرح سے لکھا جاتا ہے۔ اس میں دو لام ہیں۔ ایک لام تو نمایاں ہوتا ہے، مگر دوسرے لام کی جگہ ایک شوشہ سا آتا ہے۔ یہ خاص نام ہے اور اس کی یہی صورت متعارف ہے۔

اس کو اسی طرح لکھنا چاہیے، اسی کی ایک صورت ”لہ“ ہے (سُخ میں اس کو لہ لکھا جائے گا) کہا جاتا ہے کہ ”لہ“ تم یہ کام نہ کرو۔ اس میں دو لام ہیں ایک نمایاں اور دوسرا شوشے کی صورت میں۔ اچھا یہ ہو گا کہ ”اللہ“ کو نستعلیق کے مطابق اسی طرح لکھا جائے اور ابجھن سے بچانے کے لیے ”لہ“ کو سُخ میں ”لہ“ لکھا جائے اور پہلے لام پر زیر بھی لگا دیا جائے۔ اس سے اشتباہ ختم ہو جائے گا۔

”اللہ“ کی طرح اللہ بھی الف کے بغیر لکھا جاتا ہے، اسی سے ”الہی“ بنتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی یہ نہایت مانوس صورت ہے۔ اس لیے ان کو بھی اسی طرح لکھنا چاہیے۔ اسی ذیل میں ایک اور لفظ بھی آتا ہے، وہ ہے ”لہذا“، یہ لفظ استعمال میں آتا رہتا ہے اور اسی طرح لکھا جاتا رہا ہے۔ اس کو بھی اسی طرح لکھنا چاہیے۔

اب ایسے مستثنائے لفظ یہ ہوئے:

اللہ، اللہ، اللہ (الہ آباد)، الہی (الہیات)، لہذا۔

لکھنے میں ”ی“ پڑھنے میں ”الف“

عربی میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ لفظ کے آخر میں ”ی“ لکھی جاتی ہے۔ مگر پڑھنے میں الف آتا ہے، جیسے: اعلیٰ۔ ایسے سب لفظوں کے آخر میں اُردو کے قاعدے مطابق ”الف“ لکھنا چاہیے۔ ایسے کچھ لفظوں کو اُردو میں ”الف“ کے ساتھ لکھا بھی جاتا ہے، مثلاً:

اب مولیٰ کی جگہ عام طور پر مولاً لکھا جاتا ہے۔ ایسے سب لفظوں کو اب اُردو میں ”الف“ کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ ایسے لفظوں کی فہرست یہ ہے:

ادنا،	اعلاء،	اقصاء،	أولاً،	تقوا،	تولاً،	سلمات،
شوراء،	صغراء،	طوباء،	عقباء،	عزاً (لات وعزاً)،	عظماً،	
فتواء،	قُواء،	كُبراء،	كُسرء،	ليلاً،	ماجرء،	ماوا،
متبنا،	مجنبا،	مجتا،	مدعاء،	مرباء،	مرتضاء،	مشتنا،
مسما،	مصطفاء،	مصفاء،	مصلاء،	محلء،	معما،	مقفا،
منقء،	مولا،	نصاراء،	هءاء،	هيوءا۔		

تین لفظ اور ہیں:

عیسا، موسا، محیا۔

یہ خاص نام ہیں۔ ان کو بھی کسی تکلف کے بغیر الف کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے۔ ”عیسائی“ اور ”موسائی“ میں تو ”الف“ آہی جاتا ہے۔ پھر بھی کچھ لوگ ان کو پرانے طریقے کے مطابق لکھنا چاہیں تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ اچھا یہی ہوگا کہ ایسے اور الفاظ کی طرح، ان تینوں لفظوں کو بھی ”الف“ کے ساتھ لکھا جائے۔

بدرالذجا، شمس الہدا، نور الہدا، شمس الضحیٰ؛ نام ہیں عربی کے قاعدے سے تو ”بدرالذجی“ لکھنا چاہیے۔ مگر اُردو میں ان کو سادہ طور پر ”الف“ کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔

مولانا، علاحدہ، علاحدگی۔

ان تینوں لفظوں کو بھی اسی طرح لکھنا چاہیے۔ ان کا پرانا اِملاء ”مولینا، علیحدہ،

علیحدگی“ ہے۔

فائدہ:

عربی کے جملوں اور عبارتوں کو عربی کے مطابق لکھا جائے گا۔ اچھا یہ ہوگا کہ عربی کے ایسے ٹکڑوں کو خطِ نسخ میں لکھا جائے، تاکہ وہ ممتاز رہیں۔ عربی کے کئی دعائیہ جملے اُردو میں مستعمل ہیں، جیسے: رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ۔

علی، حتی، الی۔

عربی کے تین کلمے ترکیب کی صورت میں اُردو میں مستعمل ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایسی ترتیبیں اور ان کا استعمال دونوں محدود ہیں۔ مگر بہر طور کبھی کبھی ان کو استعمال ضرور کیا جاتا ہے۔ ایسے مقامات پر ان مرکبات کی اصل صورت کو برقرار رکھا جائے گا اور ان کو عربی کے مطابق ہی لکھا جائے گا۔ ایسے کچھ مرکبات یہ ہیں:

علی الصباح،	حتى الوسیع
علی الخصوص،	علی الحساب،
علی الاطلاق،	علی الترتیب،
علی الاتصال،	علی الاعلان،
علی التواتر،	علی الدوام،
علی هذا القیاس،	علی سبیل التعمین،
علی وجه البصیرت،	علی وجه الکمال،
حتى الامکان،	حتى المقدور،

ان سب اجز کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ اس کا خیال رکھا جاسکتا ہے کہ امکان بھرا یہ ٹکڑوں کو عبارت میں نہ لایا جائے۔ یہ کچھ مشکل نہیں، مثلاً:

”حتى المقدور“ کی جگہ بہ آسانی ”مقدور بھر“ لکھا جاسکتا ہے۔

متفرق الفاظ

درج ذیل الفاظ کے آخر میں ”الف“ ہے۔ ان کو کچھ لوگ ”ہ“ سے بھی لکھ دیا کرتے

ہیں۔ یہ غلط ہے ان کے آخر میں ہمیشہ الف آئے گا۔

حلو، خُرماء، سقا، شوربا، عاشورا، قورما، معمّا،
العوزاء، الجبراء، بقایا، تماشا، نقا، تمغا، چغا،
مربا، ناشتا، ملغوبا۔

”طالب“ کی جمع ”طلبہ“ ہے اس کو ”طلبا“ نہیں لکھنا چاہیے۔ مثلاً:

”درجہ پنجم کے طلبہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔“

اس کو اس طرح لکھنا کہ ”درجہ پنجم کے طلبا نے فیصلہ کیا ہے“ غلط ہوگا۔

اسی طرح صوفی کی جمع صوفیہ ہے۔ جیسے: ”صوفیہ کرام نے کہا ہے“ اس کو صوفیا لکھنا

ٹھیک نہیں ہے۔ اسی طرح ”دوا“ کی جمع ”ادویہ“ ہے البتہ ”عزیز“ کی جمع ”اعزہ“ بھی ہے اور ”اعزاء“ بھی۔ اس کو دونوں طرح لکھا جاسکتا ہے۔

چند الفاظ ایسے بھی ہیں جو ایک معنی میں ”الف“ سے اور ایک معنی میں ”ہ“ سے صحیح

ہیں۔ اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جملے میں صحیح لفظ کو استعمال کیا جائے۔ بے احتیاطی کی وجہ سے معنی بدل سکتے ہیں اور ختم بھی ہو سکتے ہیں یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ غلط املا کے سبب معنی ہی چو پٹ ہو جائیں ایسے خاص خاص لفظ یہ ہیں:

آسیا: چکی۔ آسیہ: فرعون کی بی بی کا نام۔

پارا: جسے فارسی میں ”سیماب“ کہتے ہیں۔ پارہ: ٹکڑا۔

چارا: جانوروں کی خوراک کے کام آتا ہے۔ چارہ: تدبیر

خاصا: جیسے اچھا خاصا۔ خاصہ: وہ نفیس چیز جو بادشاہوں یا امرا کے لائق ہو۔

دانا: عقل مند جاننے والا۔ دانہ: جیسے آب و دانہ۔
 سایا: ایک معروف پوشاک۔ سایہ: جیسے دیوار کا سایہ۔
 شیوا: فصیح و بلیغ۔ شیوہ: ناز و کرشمہ، طرز و روش وغیرہ۔
 زہرا: حضرت فاطمہؑ کا لقب۔ زہرہ: ایک مشہور ستارے کا نام۔
 لالا: روشن، چمک دار موتی کی صفت۔ لالہ: مشہور پھول۔
 مبنا: ایک طرح کی پاکلی۔ میانہ: جیسے: میانہ قد، میانہ روی۔
 نال: ندی نالا۔ نالہ: نالہ و فریاد

نا: تاکید کے لیے، جیسے کھاؤ نا، دیکھو نا۔ جیسے ہم تم کو کہتے تھے نا، اب دیکھا رو پے مل گئے نا۔
 نہ: نفی کے لیے، جیسے نہ کرو، نہ جاؤ۔

اسی قسم کے دو اور لفظ بھی ہیں: اُش اُش اور لال اور لعل۔

اُش اُش: اُش اُش کرنا یا اُش اُش کر اُٹھنا، اسی سے بنتے ہیں اس میں دونوں جگہ الف ہے اس کو ”ع“ سے ”عش عش“ لکھنا صحیح نہیں ہے۔

لال:

مشہور رنگ، ایک چھوٹا سا خوب صورت پرندہ۔ بیٹے اور لڑکے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ایک اور لفظ ہے لعل اب ان دونوں لفظوں کے استعمال میں اس طرح امتیاز کرنا چاہیے کہ رنگ، پرندے اور لڑکے کے معنوں میں لال لکھنا چاہیے۔ جیسے:
 میرے لال، لال رنگ، لال اُڑ گئے، اور مشہور قیمتی پتھر کے معنی میں ”لعل“ لکھنا چاہیے، جیسے:

لعل و گوہر، لعلِ علین، لعلِ لب

ناموں میں ”لال“ لکھنا چاہیے، جیسے:

لال خان، لال دین، موتی لال،

لال بہادر، لال شاہ، لال محمد۔

حروفِ قمری و شمسی

ایسے مرکب لفظ اُردو میں اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے عربی قاعدے کے مطابق ”الف لام“ کے ساتھ ترکیب پائی ہے، جیسے: عظیم الشان، اختر الایمان۔

ایسے مرکب لفظوں کی دو صورتیں ہیں۔ کچھ لفظوں میں الف اور لام دونوں تلفظ میں نہیں آتے۔ جیسے عظیم الشان (عظیم۔ ال۔ شان) اور کچھ مرکبات میں لام شامل تلفظ رہتا ہے۔ جیسے شمس الہدا (شمس۔ ال۔ ہدا)۔

الف لام کی ترکیب کے لحاظ سے حروفِ تہجی کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

① حروفِ شمسی

② حروفِ قمری

حروفِ شمسی، وہ حروف ہیں کہ ان سے پہلے جب ”الف لام“ آتا ہے تو ”لام“ تلفظ میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ حرف ہیں:

ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش
ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔

جیسے: بالترتیب، مسیح الزماں، عبدالمسیح۔

حروفِ قمری، وہ حرف جن سے پہلے اگر ”الف لام“ آتا ہے تو ”لام“ تلفظ میں شامل رہتا ہے۔ یہ حرف ہیں:

ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق،
ک، م، و، ہ، ی۔

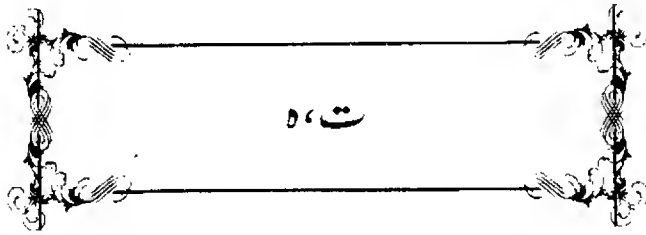
جیسے: عبد الغفور، عبد الرشید، عبد الجبار۔

مناسب یہ ہوگا کہ نصابی کتابوں میں ایسے مرکب لفظوں میں ”لام“ اگر ساکن ہو تو اس

پر جزم لگا دیا جائے اور ”الف“ سے پہلے والے حرف پر زبر زیر جو بھی ہو، اس کو لگا دیا جائے، جیسے: ملک الموت اور جن لفظوں میں ”الف“ اور ”لام“ دونوں خاموش حروف کے طور پر آتے ہیں ان میں ”الف“ سے پہلے حرف پر اس کی حرکت کو واضح کیا جائے اور ”لام“ کے بعد جو حرف ہو اس پر تشدید لگائی جائے جیسے: بالترتیب، والشتس۔

ہاں، ایک لفظ ہے: انا الحق، یہ عربی کا ٹکڑا ہے۔ مگر اردو میں مستعمل ہے اس میں دو ”الف“ یک جا ہیں اور ایک لفظ ”انا“ کے آخر میں ہے۔ جو اس لفظ کا جز ہے اور دوسرا ”الف“ ”الحق“ کے شروع میں ہے۔ جلدی میں کبھی اس کو ”انا الحق“ لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسی طرح ”عبداللطیف“ کو کبھی ”عبدالطیف“ لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ اس میں ”عبد“ اور ”لطیف“ کے بیچ میں ”الف لام“ ترکیب ہے (عبد۔ ال۔ لطیف)۔





①

عرب میں ”ت“ کے دو صورتیں ہیں۔ ”ت“ اور ”ة“ اسی لیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لفظوں کے آخر میں گول ”تے“ لکھی ہوئی ملتی ہے۔ جیسے: صلوٰۃ لیکن یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ عربی کی ”ة“ کو اردو میں ہمیشہ ”ت“ لکھا جائے گا۔ لہذا ایسے تمام لفظوں کے آخر میں ”ت“ لکھنا چاہیے، جیسے:

رحمت اللعالمین، رومٹ الکبرا، صلوات، مشکات،
زکات، بابت، مسلمات۔

②

عربی کا قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے آخر میں ”ت“ ہوتی ہے تو تنوین کے دو ذر اس طرح لگائے جاتے ہیں کہ اس ”ت“ کے بعد ”الف“ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے: وقتاً اور جن لفظوں کے آخر میں ”ة“ ہوتی ہے تو ان میں ”الف“ کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ اسی ”ة“ پر دو ذر لگا دیتے ہیں۔ جیسے: عاۃً، نسبتاً۔

اردو میں اب ایک طریقہ اختیار کیا جائے گا کہ ایسے لفظوں کے آخر میں ”الف“ بڑھایا جائے گا۔ اس لیے اردو میں صرف ایک حرف ”ت“ ہے، جیسے:

نسبتاً، حقیقتاً، مروناً، عادتاً، ضرورتاً، نہایتاً،
فطرتاً، قدرتاً، امانتاً۔

تنوین کا عام قاعدہ یہی ہے کہ دوزبر کے لیے لفظ کے آخر میں ”الف“ بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے: اتفاق سے اتفاقاً۔

(3)

عورتوں کے ناموں کے آگے ”ن“ لکھا جائے گا۔ جیسے:
سلیمین، کریمین، تمیزین، شبراتین، عظیمین، وغیرہ۔
یہاں تنوین کا کچھ کام نہیں یعنی ”سلیماً“ غلط املا ہوگا۔ صحیح املا ”سلیمین“ ہوگا۔

(4)

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کو کبھی ”ت“ سے لکھا جاتا ہے اور کبھی ”ط“ سے ان کی صرف ایک لکھاؤ کا اختیار کرنا چاہیے اور ان سب کو ”ت“ سے لکھنا چاہیے۔
زیادہ استعمال ہونے والے لفظ یہ ہیں:

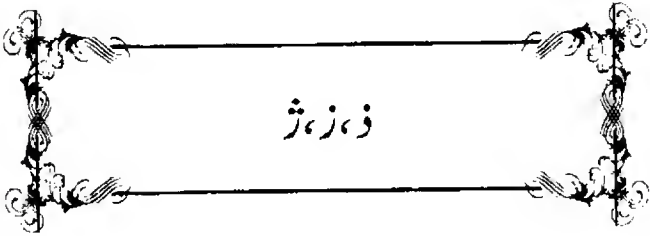
تپش، تشت، تشری، تمانچا، تنبورہ، توطا، توتیا،
تہران، تیار، تیاری، غلٹیاں، ناتا۔

”طوطا“ اور ”طوطیا“ غلط املا ہوگا۔ صحیح املا ہوگا: ”توتا“ اور ”توتیا“۔ ایک لفظ ہے

”تلاطم“۔ اس میں پہلا حرف ”ت“ ہے اور چوتھا حرف ”ط“ ہے۔ اس کو کبھی ”طلاطم“ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اس کا صحیح املا ”تلاطم“ ہے۔

اس کا خیال رہے کہ ”ط“ سے ”طیار“ کے معنی ہیں: اُڑنے والا۔ اسی سے ”طیارہ“ بنتا ہے ہوائی جہاز کے معنی میں۔ آمادہ، مستعد، تندرست وغیرہ کے معنوں میں، تیار لکھنا چاہیے۔ جیسے میں بازار جانے کے لیے تیار ہوں۔ سفر کی تیاری، وغیرہ۔





①

”ذ“ اور ”ز“ ان دونوں حروف کے سلسلے میں املا کی بہت غلطیاں ہوا کرتی ہیں۔ کبھی کبھی تو لفظ کے معنی ہی بدل جاتے ہیں۔ جیسے ایک لفظ ہے ”گزارش“ اس کے معنی ہیں پیش کرنا عرض کرنا، کہتے نہیں ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کو ”زال“ سے ”گزارش“ لکھا جائے تو یہ دوسرا لفظ بن جائے گا جس کے معنی ہوں گے: چھوڑنا، یا جیسے ”آذر“ کے معنی ہیں آگ اور ”آزر“ نام تھا ابراہیمؑ کے چچا یا والد کا۔ اسی سے ”بتانِ آزاری“ بنتا ہے۔ ان دونوں حروف کے لکھنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔

آزر: حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا کا نام۔ اس میں ”زے“ ہے۔

زراشت: آتش پرستوں کے پیغمبر کا نام۔

زکریا: مشہور پیغمبر

آزوقہ: تھوڑی سی غذا

جزر: جزر و مد، جس کے معنی ہیں: جوار بھانا، اُتار چڑھاؤ۔

درج بالا تمام لفظوں میں ”زے“ ہے۔ اب وہ لفظ لکھے جا رہے ہیں جن میں ”زال“ ہے۔
آؤر: آؤ۔

آؤر پرست: آتش پرست۔
آؤر کدہ: آتش کدے کو کہیں گے۔

آؤر بایجان: ایک شہر کا نام

جذب: اسی سے جاذب بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ”سہا ہی چوس“۔

مجنوب جذبہ، جذبات، سب اسی سے بنے ہیں۔

ابو ذرؓ: ایک مشہور صحابی کا نام۔

ذیابیطس: ایک بیماری کا نام۔

ذی: جیسے: ذی الشان، ذی علم، ذی فہم۔

بذلہ: لطیفہ، چٹکلا، مرغوب بات۔

ذرا: یہ ”ذره“ سے بنا ہے جیسے: ذرا سی بات۔

نذیر: یہ رسول اللہ ﷺ کا نام ہے۔ احمد، محمد، حسن، حسین علی وغیرہ ناموں کے

ساتھ ہمیشہ نذیر آئے گا۔ جیسے:

نذیر احمد، نذیر حسن، نذیر محمد، وغیرہ۔

ایک دوسرا لفظ ہے ”نظیر“ اس کے معنی ہیں: مثل، طرح۔ اسی سے

”بے نظیر“ بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ”بے مثل“۔ تخلص کے طور پر

نظیر آتا ہے جیسے ”نظیر اکبر آبادی“۔ بے نظیر نام بھی ہے۔ عورتوں

کا نام ”نذیرین“ بھی ہو سکتا ہے اور ”نظیرین“ بھی۔ مگر اچھا یہ ہو

گا کہ ”نذیرین“ لکھا جائے۔

- نذر: نذر، نذرانہ، نذر نیاز، نذر ماننا، نذر چڑھانا، نذر کرنا۔ ان سب میں نذر ہے۔ ایک اور لفظ ہے ”نظر“، ”نظر گزار“ میں یہ آتا ہے، اور ”نظری“ کے معنی میں وہ چیز جو نا منظور کر دی گئی ہو۔
- جذرا: علم حساب کی ایک اصطلاح ہے۔
- جذام: کوڑھ۔ جذامی، کوڑھی۔
- رذیل: رذالت، رذالا، ارذل: سب سے ”ذال“ ہے۔



فارسی کے مصدر

فارسی کے پانچ مصدر ہیں:

گذشتن، گذاشتن، گذاردن، پذیرفتن،
گزاردن۔

شروع کے چار مصدروں میں ”زال“ ہے اور آخری مصدر میں ”زے“ ہے۔ ان سے جو لفظ بنتے ہیں ان کے لکھنے میں اکثر غلطیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

گذشتن، گذاشتن، گذاردن۔ یہ تینوں مصدر ایک گروپ کے ہیں۔ ان سے جتنے لفظ بنیں گے۔ اُن سب کو ہمیشہ ”زال“ سے لکھا جائے گا۔ جیسے:

گذشتہ	یارانِ گشتہ	زمانہء گزشتہ	گذشتگان
رفت و گذشت	سرگذشت	واگذشت	گذرگاہ
راہ گذر	درگزر	راہ گزار	نیزہ گذار
گذران	عمر گذران	گذار	

یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ چلنے، چھوڑنے اور پار کر دینے کے معنی میں گذاردن، گذاشتن، گذشتن کو اور ان کے مستققات کو ”زال“ سے لکھا جائے گا ”گذشتہ“ کے معنی ہیں گزرا ہوا۔

یارانِ گزشتہ: وہ دوست جو اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

سرگزشت: گزری ہوئی باتیں، روداد۔

راہ گذر: راستہ۔

عمر گزاراں: گزرتی ہوئی عمر۔

گذرگاہ: راستہ، گزرنے کی جگہ۔

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزار ہا

گزری ہے اُس کی راہ گذر پر لگی ہوئی

”گزاردن“ کو جب ”زے“ سے لکھا جائے گا تو اس کے معنی ہوں گے: پیش کرنا، ادا

کرنا۔ اس سے جتنے لفظ بنیں گے اُن کو لازماً ”زے“ سے لکھا جائے گا۔ جیسے:

گزارش، نماز گزار، تہجد گزار، خدمت گزار، مال گزار، شکر گزار۔

”گزارش“ کے معنی ہیں: عرض کرنا، پیش کرنا۔ درخواستوں میں یہ لفظ اکثر لکھا جاتا

ہے۔ اس کو اگر ”گذارش“ لکھا جائے تو پھر اس کے معانی ہیں ”چھوڑنا“۔ یعنی لفظ ہی بدل

جائے گا۔ ”اسی طرح ”نماز گزار“ کے معنی ہوں گے۔ نماز پڑھنے والا اور اسی کو اگر ”نماز گزار“

لکھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے نماز چھوڑنے والا۔

منظور ہے گزارشِ احوال واقعی

اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

”پذیرفتن“ کے معنی ہیں: قبول کرنا۔ اس میں ”ذال“ ہے۔ اس سے بننے والے سب

لفظوں کو ”ذال“ سے لکھا جائے گا جیسے:

پذیرفتہ، پذیرا، پذیرائی، دل پذیر، اثر پذیر، خلل پذیر۔

اُردو کے مصدر گزارنا، گزارنا اور گزارنا؛ سب میں ”زے“ ہے۔ ان سے جتنے لفظ

بہنیں گے سب میں لازماً ”زے“ لکھی جائے گی جیسے:

گزر رہا،	گزر رہا ہوا،	گزر گیا،	گزر رہتے رہنا،
گزار دینا،	گزار لینا،	گزارا،	گزر رہا،
گزار دینا،	گزار رہتے رہنا۔		

①

ایک لفظ ہے ”ازدحام“ اس کو کبھی ”ازدہام“ کبھی ”ازدحام“ اور کبھی ”ازدہام“ بھی لکھا جاتا ہے۔ یہ سب غلط صورتیں ہیں۔ صحیح صورت ہے ”ازدحام“۔
رضائی: اس کو دو طرح لکھا جاتا ہے۔ رزائی، رضائی۔ زیادہ مستعمل صورت ”رضائی“ ہے اور اب اسی کو ترجیح دینا چاہیے۔

②

”ژ“ فارسی کا خاص حرف ہے۔ مگر یہ اور بہت سے لفظوں میں بھی آتا ہے۔ فارسی کا ایک لفظ ہے ”نژاد“۔ جیسے: حور نژاد۔ اس کو ”نژاد“ لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔
دیکھئے انشاء کہ ایک حور نژاد
ہے کھڑی دوں کو چن کی اوٹ کھڑی
نبیلی ویشن، ازدہات، پڑمردہ، ژالہ
ژولیدہ، مژہ، مژرگاں۔
ان سب لفظوں میں ”ژ“ ہے۔



س، ش، ص، ک

①

”س“ اور ”ش“ دندائے دار اور کشش دار میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ کون سی صورت کہاں پر اختیار کی جائے؟ اس کا تعلق اصل میں اس سے ہے یا ہونا چاہیے کہ لکھنے میں جلدی اور پڑھنے میں آسانی اور پھر یہ کہ خوش نمائی کا تقاضا کیا ہے۔

”س“ کے بعد ایک یا ایک سے زیادہ حرف آئیں جن کو شوشے سے ظاہر کیا جائے تو اس صورت میں اچھا یہ ہوگا کہ دندائے دار ”س“ یا ”ش“ کے بجائے کشش دار ”س“ یا ”ش“ بنایا جائے۔ اس طرح شوشوں کا ہجوم بھی نہیں ہوگا اور غلط نویسی کا امکان کم ہو جائے گا۔ جیسے: سننا، یا سین۔

اگر دو ”س“ یک جا ہوں۔ اس صورت میں مناسب یہ ہوگا کہ پہلے ”س“ کو کشش دار بنایا جائے اور دوسرا دندائے دار۔ جیسے: سسرال۔

اگر ”ش“ اور ”س“ یک جا ہوں تو اچھا ہوگا کہ ”ش“ کو کشش دار اور ”س“ کو دندائے دار بنایا جائے۔ ہاں لفظ کے متصل نکلڑوں میں اگر یہ یک جا ہوں اس صورت میں دونوں کو کشش دار لکھنا کچھ بے جا نہ ہوگا۔

یہ دیکھا جاتا ہے کہ دندانے دار ”س“ جب لفظ کے شروع یا درمیان میں آتا ہے تو جلدی یا بے پروائی کی وجہ سے کبھی کبھی اس کا ایک دندانہ غائب ہو جاتا ہے۔ اگر دندانے دار ”س“ لکھا جائے تو اس کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔

②

قفص: اس کا اِملّا ”قفص“ اور ”قفص“ دونوں طرح درست ہے۔ مگر اب عام طور پر ”قفص“ لکھا جاتا ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے۔

قسائی: ”قصاب“ میں ”ص“ ہے اور ”قسائی“ کو ”س“ سے لکھا جائے گا۔

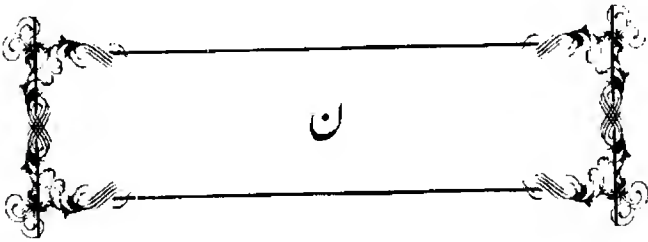
مسالا: اس کا پُرانا اِملّا ”مصالح“ ہے۔ دہلی والے اسی طرح لکھتے تھے۔ فارسی میں بھی یہی اِملّا ہے، مگر اب اُردو میں ”مسالا“ لکھا جاتا ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے۔

مسل: جیسے: مقدمے کی مسل۔ کچھ لوگ اس کو ”مشل“ بھی لکھتے ہیں۔ ”سمن“ اور ”مسل“ ان دونوں لفظوں میں ”س“ ہی لکھنا چاہیے۔

③

ص (اسی طرح ض) کے سلسلے میں یہ بات خاص طور پر ذہن میں رہنا چاہیے کہ شوشہ اس کا جُڑ ہے۔ شوشے کے بغیر یہ مکمل نہیں ہوگا۔ لفظ کے شروع یا درمیان میں جب یہ حرف آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ شوشہ نہ چھوٹ جائے، جیسے: صبا، صیاد، صبح۔





①

ایسے بہت سے مصدر ہیں جن میں دو ”نون“ یک جا ہیں۔ جیسے:

بُنا، بُنا، بُنا، ماننا، جاننا، تانا، بھونا وغیرہ۔

ان میں پہلا ”نون“ اصل لفظ یا مادے کا جز ہوتا ہے اور دوسرا ”نون“ مصدر کی علامت

”نا“ کا ہوتا ہے۔ (بُن + نا = بُنا) ایسے مصادر میں ہمیشہ دو ”نون“ لکھنا چاہیے۔ ان کو ”بنا“ یا

”بھنا“ وغیرہ لکھنا صحیح نہیں ہوگا۔ محرف صورت میں بھی دو ”نون“ لکھے جائیں گے۔ جیسے سننے میں،

ماننے پر، چھیننے تک، بننے کے لیے۔ پہنچانے پر وغیرہ۔

یہ قاعدہ ہے کہ اگر لفظ دو کلموں سے مرکب ہے اور پہلے کلمے کا آخری حرف اور دوسرے کلمے کا پہلا

حرف ہم جنس ہوں تو اس صورت میں وہ حرف دوبار لکھا جائے گا۔ اس میں ”ن“ کی قید نہیں۔ کوئی

حرف ہو جیسے:

اُس سے، جن نے، اُن کو، اُسے، اُنے۔

لکھنا صحیح نہیں ہوگا کیوں کہ یہ سب دو کلموں سے مرکب ہیں۔ اگر ایک لفظ میں فصل

کے بغیر کسی حرف کی تکرار ہو، اس صورت میں ایک حرف لکھا جائے گا اور اُس پر تشدید آئے گی، جیسے:

پنا، گنا، بدھن، مُنن، لذت۔

”چھنا“ مصدر ہے جو ”چھن“ اور ”نا“ سے بنا ہے۔ اس لیے اس میں دو ”نون“ لکھے جائیں گے۔ اس کے مقابلے میں ایک اسم ہے ”چھنا“ جس کی تانیث ”چھنی“ ہے۔ یہ ایک کلمہ ہے۔ اس لیے اس میں ”نون“ مشدّد ہوگا۔

(2)

عربی یا فارسی کے کسی لفظ میں ساکن ”نون“ کے بعد ”ب“ ہو تو اُس ”نون“ کی آواز ”م“ کی آواز میں بدل جاتی ہے۔ یعنی لکھا تو ”ن“ جاتا ہے۔ مگر پڑھنے میں ”م“ آتا ہے جیسے:

منبر، منبع، گنبد، جنبش، تنبیہ، انبار، انبساط، زمیل، سُنبل، شنبہ۔

یہ قاعدہ فارسی اور عربی الفاظ کے لیے ہے۔ ہندی، انگریزی وغیرہ کے سب لفظوں میں ایسے مقامات پر ہمیشہ ”م“ ہی لکھا جائے گا جیسے:

اچبھا، امبر، امیسی، امبولنس، بمبا، تمباکو، جمبو،
چپا، چمپنی، جمیل، دمبر، رمبھا، زمبیا، زمبور (اوزار)،
ستمبر، کھمبا، کھبل، کبواہ، کبواڈیا، کمپنی، لمبا،
مباسا، مزہبیک، ممبر، نمبر۔

(3)

مینہ، مینہال، منہدی، متہگا، مولا، لہنگا۔

ان سب لفظوں میں ”نون، ؎“ سے پہلے لکھا جائے گا۔ جس طرح ”منہ“ میں ”ن، ؎“ سے پہلے ہے۔ اُسی طرح ”منہدی“ میں ہے، یہی صورت دوسرے لفظوں کی ہے۔
 ”بانہ“ کی جمع ”بانہیں“ ہے۔ اس کو ”باہیں“ لکھنا ٹھیک نہیں۔

”سنہ“ کو ”سُن“ لکھنا غلط ہے۔ جیسے ”1947ء“ اس کو ”سن 1947ء“ یا ”سن سنتالیس“ لکھنا درست نہیں۔ سال کے معنی میں ”سنہ“ ہے جب اس پر عدد لکھے جاتے ہیں تو ”ن“ کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے۔ ”1947“ ویسے باقی رہے گا جیسے: ”سنہ ہجری میں یہ تاریخ کبھی گئی ہے۔“ ”سن“ ایک دوسرا لفظ ہے اسی سے ”کم سن“ بنتا ہے۔ ”کم عمر“ کے معنی میں۔ میر حسن کا مشہور شعر ہے:

برس پندرہ یہ کہ سولہ کا سن
 مرادوں کی رات، جوانی کے دن

(4)

منادا کے آخر میں جمع کا ”نون“ ہو تو اس کو نہیں لکھا جاتا، جیسے: اے جوانو، دوستو!

جھوٹ کہتا نہیں میں، سچ جانو
 کافر عشق ہوں، مسلمانو!

لفظ کے آخر میں ”نون غنہ“ ہو تو اس ”نون“ کو نقطے کے بغیر لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح لکھنا چاہیے، جیسے: نہیں، جہاں، کہاں، جاؤں۔

کچھ لوگ ”میں نے“ کو ”میںے“ لکھا کرتے ہیں اور اس طرح ایک نون غائب ہو جایا کرتا ہے۔ یہ لکھاوٹ ٹھیک نہیں۔ دونوں لفظوں کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ جیسے: میں نے۔

(5)

کچھ مصدروں میں ”نون غنہ“ کے ہونے یا نہ ہونے کی بابت اختلافات پائے جاتے

ہیں۔ مصدر میں تو ”نون“ موجود ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ مگر اُس مصدر سے بننے والے کچھ افعال اور اسامی میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایسے الفاظ کی ترجیحی صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے:

باٹنا، بانٹ (جیسے تاش کے پتوں کی بانٹ)، حصہ بانٹ، بندر بانٹ، بانٹ کھانا وغیرہ سب میں نون غنہ ہے۔ ان کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ تو لے کے لیے جو اوزان کام آتے ہیں اُن کو ”باٹ“ لکھنا چاہیے۔ ”نون“ کے بغیر۔ ”باٹ“ کے ایک معنی راستہ بھی ہیں۔ اسی سے ”بارہ باٹ“ بنتا ہے۔

”باٹنا“ میں ”نون“ ہے۔ مگر ”بٹنا“، ”بٹانا“ اور ”بٹوانا“، ”بٹ جانا“ نون غنہ کے بغیر مستعمل ہیں۔ ان کے سارے مشتقات کی یہی صورت ہے، یعنی:

بٹنا، بٹانا، بٹورنا، بٹوارا، بٹائی، بٹوائی۔

”بٹنا“ کے معنی ہیں تقسیم ہونا۔ ”بٹنا“ ایک اور مصدر بھی ہے، جیسے: رسی بٹنا، یہ بھی نون غنہ کے بغیر ہے۔

بھٹولنا، بھٹولنا، بھٹکوانا، سوئی بھٹک گئی، چٹھری بھٹک دی، سب مع نون غنہ۔

”پونچھنا“ کی ایک پرانی صورت ”پونچھنا“ بھی ہے۔ اسی طرح ”سوچنا“ کو پہلے ”سوچنا“ بھی لکھا جاتا تھا۔ اب بھی شاید کوئی لکھتا ہو۔ ان دونوں مصدروں کو اب بغیر نون غنہ لکھنا چاہیے۔ ”پونچھنا“ صاف کرنے کے معنی ہیں۔ ایک دوسرا مصدر ہے اور اس میں نون غنہ ہے۔

پھنسا، پھنسانا، پھنساوانا۔ سب مع ”نون“ لکھے جائیں گے۔

پھونکنا، پھونکنا، پھونکوانا۔ ان میں بھی ”نون“ غنہ ہے۔

پھٹکنا، پھٹکنا، پھٹکوانا، پھٹک، پھٹک، ٹاٹکنا، ٹاٹکانا،

ٹھکوانا، ٹھکائی، ٹھکوائی، ٹانکا، ٹھونسا، ٹھانسا، ٹھنسا،
ٹھنسا، ٹھونس ٹھانس؛ سب مع نون غنہ۔

”ٹھس“ ایک دوسرا لفظ ہے۔ نون کے بغیر، اسی طرح ٹھسا ٹھس بھی نون کے بغیر ہے
ٹھونکا، ٹھنکا، ٹھکوانا؛ سب مع ”نون“ غنہ۔

خوب مارنا، زد و کوب کرنا کے معنی میں ٹھونکا بغیر ”نون“ غنہ ہے۔ اسی طرح دیوار میں
کیل ٹھوک دی اور میں نے آج اُسے خوب ٹھوکا۔

جاچنا، جچنا، جچوانا، جانچ۔
جھانکنا، جھنکوانا، جھونکنا۔
جھونک دینا، جھونک، جھونکا، نوک جھونک۔
چھانٹنا، چھٹنا، چھٹوانا، چھٹائی۔
کاٹ چھانٹ۔

”چھٹنا“ ”نون“ کے بغیر بھی آتا ہے جیسے: ابر چھٹ گیا اور وہ تو چھٹا ہوا لنگا ہے۔

ڈانٹنا، ڈانٹ، ڈانٹ ڈپٹ۔
ڈھانپنا، ڈھانکنا، ڈھکنا،

”نون“ کے بغیر ہے۔ جیسے سر ڈھکو۔ اسی سے ڈھکنا، ڈھکنی، ڈھکن، بنیں گے۔

کھینچنا، کھنچوانا، کھینچ کھانچ، انچ کھینچ،
کھنچاوا، کھنچاواٹ، سب مع ”نون“ غنہ۔

کھونسا، کو پینا۔
گو تھنا، گوتھنا، گوتھوانا، گوتھواں

سب بغیر نون غنہ۔

گانٹھنا، گانٹھ، مع نون غنہ۔

گھٹنا، گھٹانا، گھٹوانا، بغیر نون کے ہیں۔
 ان سے مرکبات بھی ”نون“ کے بغیر آئیں گے۔ جیسے:
 گھٹائی، گھٹوتی، گھٹ جانا، گھٹوائی،
 گھونٹنا، (جیسے گا گھونٹنا) مع نون غنہ ہے۔

گھٹوانا، گھٹانا اور ”گھٹنا“ بھی ”نون“ کے بغیر آئیں گے۔ جیسے: آج کل تو خوب گھٹ رہی ہے، سر گھٹالیا، دال گھٹوانا۔

(6)

نون غنہ کے جزو لفظ ہونے یا نانا ہونے کے لحاظ سے مصدر کی طرح کچھ لفظوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں غلطی سے ”نون“ کو شامل کر دیا جاتا ہے یا اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ایسے ضروری لفظوں کی ان صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے۔ جن کو اختیار کرنا چاہیے:

گھاس، گھسیار، کوپل، سنیرا، سنپولا، سنپولیا، پانسا،
 بھوچکا، مجیرا، چوچلا، رُوانسا، سماں، منجھولا، منجھولی،
 مانجھی، گھونسا، گروی، کیچوا، کنوارا، کنواری، منجھدار،
 موچہ، کینپلی، جھونک، جھونکا، جھونپڑا، جھونپڑی۔

ایک لفظ ہے۔ ”خواب“ اسی سے ”خوابہ فشانی“ بنتا ہے۔ اس کو ”خوناب“ لکھنا درست نہیں۔ ”خواب“ اصل میں ”آبِ خون“ کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ ”زہراب“ اور ”برقاب“ اور سیلاب کی طرح۔

(7)

ایسے ناموں کے آخر میں ”نون“ آتا ہے جو پیار کے طور پر رکھ لیے جاتے ہیں۔ ان میں اکثر تصغیر کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ ایسے ناموں کو مع ”نون“ لکھا جائے گا، تنوین کے ساتھ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

اچھن، اغن، شمین، بھلن، بدن، شدن، جمن،
نقن، اشن، رفن، کلن، ابن۔

یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ عورتوں کے ناموں کے آخر میں بھی ”ن“ آتا ہے۔ تنوین وہاں بھی نہیں آئے گی، جیسے: کریمین، تسلیمین، شریفین، جن، براتن، لفظ کے آخر میں ”ن“ تانیث کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے: دھوبی اور دھوبن اسی طرح نذیر اور نذیرین۔

(8)

آنو، پانو، ٹھانو، چھانو، دانو، کھڑانو، گانو،
نانو۔

یہ آٹھوں لفظ ایک ہی انداز کے ہیں۔ ان سب کے آخر میں ”واو“ آئے گا اور اس سے پہلے ”نون غنہ“۔ ”پانو“ کو چار طرح لکھا جاتا ہے:

پاؤں، پانوں، پانوں، پانو۔

یہی صورت گانو کی ہے۔ اب ان سب لفظوں کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔

یہ خیال رہے کہ ”پانا“ مصدر سے ”پاؤں“ فعل بنے گا۔ جیسے میں اس کو کہاں پاؤں گا؟ اسی طرح گانا سے ”گاؤں“ بنے گا جیسے میں آج نہیں گاؤں گا اور ”چھانا“ سے ”چھاؤں“ فعل بنے گا۔ ”گاؤں“ فعل ہے اور ”گانو“ اسم ہے اسی طرح ”پاؤں“ فعل ہے اور ”پانو“ اسم ہے اور

”چھاؤں“، فعل ہے اور ”چھانو“ اسم ہے۔

بیٹھ جاتا ہوں جہاں، چھانو گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے
مشہور مثل ہے۔ ”ہاتھی پھرے گانو گانو، جس کا ہاتھی اُس کا نانو

”پانو“ کی جمع ”پانوں“ بنے گی یعنی دو ”داؤ“ اور دوسرے ”داؤ“ پر ہمزہ اسی طرح
”گانو“ کی جمع ”گانوں“ ہوگی اور ”کھڑانو“ کی جمع ”کھڑانویں“ اور ”کھڑانوں“ آئے گی۔
کنواں: اس میں ”کاف“ کے بعد نون غنہ ہے اس کی جمع ”کنویں“ اور ”کنووں“ ہو
گی۔ اسی وزن کا ایک لفظ ہے ”دھواں“، مگر عام استعمال میں آکر اس کا نون غنہ ختم ہو چکا ہے۔
اس لیے اس کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ اس کی محرف صورت ہوگی۔ ”دھویں“۔ اسی طرح ایک اور
لفظ ہے ”رُواں“ اس کو ”رواں“ بھی لکھا جاتا تھا۔ اب ”رُواں“ لکھنا چاہیے۔ اس کی دوسری
صورتیں ہوں گی: روئیں، روؤں۔ اب ان الفاظ کی صورت یہ ہوئی:

کنواں، کنویں، کنووں۔

دھواں، دھویں۔

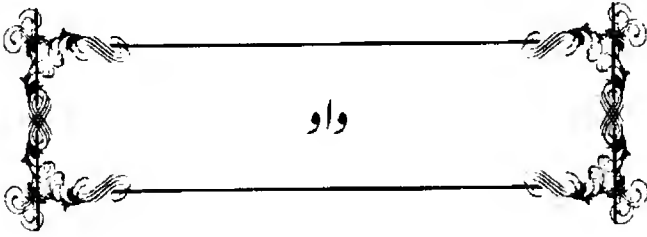
رُواں، روئیں، روؤں۔

کنواں کی تصغیر ”کُیاں“ آئے گی۔ اس وزن کے کئی لفظ ہیں جیسے: بُیاں، گُھیاں،
عُیاں۔

ایک شعر ہے:

تجھے سچ مچ کا یوسف کیوں نہ کر دوں یوسفِ ثانی!
گردوں آج لے چل کے کہیں رستے کی گُیاں میں





①

پہلے یہ طریقہ تھا کہ پیش کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ لفظوں میں ”واو“ لکھتے تھے، جیسے:
اوس، دوکان، اودھر، اوٹھانا، اودھار وغیرہ۔

اب یہ طریقہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اب اس واو کو نہیں لکھنا چاہیے۔ اب ”اوس“ کوئی نہیں لکھتا، مگر بعض لفظوں میں اب بھی اس فالتو ”واو“ کی صورت نظر آ جاتی ہے۔ جیسے لفظ ہے ”دکان“ اس کو ”دوکان“ لکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ”پہنچنا“ کو ”پہو پنچنا“ بھی کچھ لوگ لکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو ”دکان“ اور ”پہنچنا“ لکھنا چاہیے ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

دہائی،	ڈوہیل،	ڈہرا،	دہرانا،	ڈلائی،	گیاں،
مٹاپا،	نگلیا،	جلاہا،	لہارا،	اُدھارا،	ڈلھن،
گھسیاں،	فیاں،	گنیا،	پُربیا،	پُریہ،	گُلائی،

گُلواٹ (گُلوائی بھی آتا ہے۔)

(2)

دوگن، اور، گن، دونوں لفظ مستعمل ہیں۔ جہاں پر جس طرح استعمال میں آئیں گے اسی طرح لکھے جائیں گے۔

رومال: اس میں ”واو“ ہے، ”رومالی“ میں بھی ”واو“ ہے جیسے: رومالی، سویاں۔ البتہ پاجامے کی ”رومالی“ آتی ہے اس فرق کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

ہندستان: نظم میں ”ہندوستان“ بھی آتا ہے اور ”ہندستان“ بھی۔ نثر میں ”ہندستان“ کو ترجیح دینا چاہیے۔

عمرو: یہ نام ہے اس میں ”م“ اور ”ز“ دونوں ساکن ہیں اور ”ع“ پر زبر ہے۔ اس کے آخر میں ایک زائد ”واو“ اس لیے لکھا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے نام میں یہ الگ رہے۔ یہ ”واو“ پڑھنے میں نہیں آتا۔ عمرو عیار کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ اس کو اس طرح لکھنا چاہیے۔

بل، ہوس، بل، عجب، بل فضول۔

ان تینوں لفظوں میں پہلا کڑا بل ہے یہ فارسی کا کلمہ ہے اس کے معنی ہیں ”بہت“۔ اس کلمے کو مع ”واو“ نہیں لکھنا چاہیے یعنی ”بوالہوس“ کے بجائے ”بل ہوس“ لکھنا چاہیے۔

(3)

بہت سے مرکبات ایسے ہیں جن کا پہلا کڑا ”دو“ ہے ان کو اسی طرح لکھنا چاہیے:

دوچرا، دواقی، دوبارہ، دوپلا، دوپکی، دوچار،

دوسنی، دوشال، دوشای، دوگانہ، دوہتر، دوبالا وغیرہ۔

واوِ معدولہ

کچھ لفظوں میں ”واو“ لکھا جاتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا۔ اس ”واو“ کو ”واوِ معدولہ“ کہتے ہیں جیسے:

خوش	خوشی	خواب	خواجہ	خوار	درخواست
خواہش	خواہ مخواہ	تنخواہ	خوان	خوانچہ	خواندہ
خورد برد	خوراک	برخوردار	خود	خودی	خوددار
خودگشی	خوشنود	خوش نما	خوشامد	خورشید	خواہر

کم خواب (ایک کپڑا)۔

خورشید، اور کم خواب، ان دونوں لفظوں کو ”خورشید“ اور ”کُخاب“ بھی لکھا جاتا رہا ہے، مگر اب ان کا ایک املا اختیار کرنا چاہیے اور ان کو مع ”واو“ (خورشید، کم خواب) لکھنا چاہیے۔

کچھ لفظوں میں واوِ معدولہ موجود نہیں، مگر غلطی سے لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے ایک لفظ ہے ”خُرد“ اس کے معنی ہیں چھوٹا۔ یہ بزرگ کی ضد ہے۔ ”خرد کلاں“ عام طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اس کو ”خُرد“ لکھنا غلط ہے۔

”خُرد“ ایک اور لفظ ہے ”خُردن“ مصدر سے اس کے معنی ہیں کھایا۔ ایسے خاص خاص لفظ یہ ہیں:

خُردہ: زیرہ، ٹکڑا، ریزگاری، عیب، جیسے: خُردہ فروش، خُردہ گیر (عیب نکالنے والا) روپا خُردہ کرانا۔

خُرد: خُرد و کلاں، خُرد سال، خُرد نوکا (جوتے کے لیے)، خُردی دیو رگی۔

ذو: عربی کا ایک سابقہ ہے۔ جسے: ذوفنون، ذومعنی، ذومعنین۔ جب اس کے بعد ”الف لام“ آئے گا تو ”واو“ پڑھنے میں نہیں آئے گا، مگر لکھا ضرور جائے گا۔

جیسے: ذوالفقار، ذوالجلال، ذوالجناح، ذوالنورین، ذوالنون۔

جُز: جزو، جز کے معنی ہیں ”ٹکڑا“۔ عربی میں ”جزء“ تھا، اُردو میں ”جز“ رہ گیا۔ اسی سے ”جزئی“ اور ”جزئیات“ بنتے ہیں۔ فارسی میں اسی سے ”جزو“ بنا ہے۔

جب یہ لفظ مضاف یا موصوف ہو اس وقت اس کو مع ”واو“ لکھنا چاہیے۔ جیسے جزو بدن، مفرد صورت میں دونوں طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مگر اچھا یہ ہے کہ ترکیب کے بغیر ”جز“ لکھا جائے۔ ”جز“ جس کے معنی ہیں ”سو“ وہ فارسی کا لفظ ہے اور اسی طرح مستعمل بنے جیسے: جُز ترے کچھ نظر نہیں آتا۔

پھوار: اس لفظ کو کئی طرح لکھا جاتا ہے۔ پھوار، پھہار، پھآر۔ اس کو اب ”پھوار“ لکھنا چاہیے۔

پھوارا: اس کو ”پھہارا“ اور ”پھوارا“ دو طرح لکھا جاتا رہا ہے۔ اب اس کو بھی پھوارا لکھنا چاہیے۔

رورپا: اس میں ”واو“ شامل ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے۔ محرف صورت میں ”روپے“ لکھا جائے گا۔ ”واو“ کی آواز اس میں بہت ذب جاتی ہے مگر ”واو“ کو لکھا جائے گا۔ مگر ”رپہلا“ اور ”رپہلی“ کو ”واو“ کے بغیر ہی لکھنا چاہیے، جس طرح ”سنہرا“ اور ”سنہری“ واو کے بغیر لکھے جاتے ہیں۔

۵

”ہ“ کی تین قسمیں ہیں:

- ① ہائے ملفوظ: وہ ”ہ“ جو تلفظ میں آئے جیسے: وہ، یہ، ماہ، بہت، کہنا، وغیرہ
- ② ہائے مختفی: وہ ”ہ“ جو تلفظ میں نہ آئے اور صرف اپنے حرف ماقبل کے زبر کو سہارا دے، جیسے ے خانہ، پردہ، وغیرہ۔

③

ہائے مخلوط: اسے دو چشمی ”ہ“ بھی کہتے ہیں۔ جیسے: گھر، بھر، وغیرہ۔

ملفوظ ”ہ“ جب ملا کر لکھی جاتی ہے تو اس کی تین شکلیں تحریر میں آتی ہیں۔ جب یہ لفظ کے شروع میں آتی ہے تو ”ب“ کے شوشے کی طرح لکھی جاتی ہے اور پہچان کے لیے ایک اور شوشہ اس کے نیچے لگایا جاتا ہے۔ جسے عام لوگ لکھن بھی کہتے ہیں۔ جیسے ہوا، ہب وغیرہ۔ جب یہ بیچ میں آتی ہے تو اس کی شکل بدل جاتی ہے اور اس صورت کو کہنی دار کہتے ہیں، جیسے بہت۔ کہنا نیچے والا شوشہ یہاں بھی لازماً لگایا جائے گا۔ جب یہ لفظ کے آخر میں آتی ہے اور ملا کر لکھی جاتی ہے تو اس کی شکل ہائے مختفی کی سی ہوتی ہے۔ مگر اس کے نیچے جو شوشہ لکھن ہوگا وہی اس کی پہچان ہوگا کہ یہ ملفوظ ”ہ“ ہے مختفی نہیں ہے۔ جیسے: جگہ، یہ منہ، مہ، تہ، بہ، سہ، کہ نیچے والا شوشہ، ملفوظ ”ہ“ کا لازمی جز ہے یہ بات سامنے رہنا چاہیے۔ جیسے: مے خانہ، اس میں ہائے مختفی ہے۔ اسی لیے اس کے نیچے شوشہ آئے گا۔ اسی شوشے سے ہائے ملفوظ وہاں مختفی میں امتیاز کیا جاتا ہے۔

کہنی دار ”ہ“

کہنی دار ”ہ“ ہمیشہ لفظ کے بیچ میں آتی ہے۔ جیسے: کہنا، بہنا، سہنا، لفظ کے آخر میں کبھی نہیں آتی۔ یہ غلطی عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ لفظ کے آخر میں آنے والی ”ہ“ کو کہنی دار لکھا جاتا ہے اور پھر اس کے لیے ایک اور ”ہ“ کو آخر میں بڑھانا پڑتا ہے۔ گویا ”ہ“ کی جگہ دو ”ہ“ جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ بالکل غلط لکھاؤٹ ہے۔ جیسے: ”کہنا“ کا فعل امر ”کہ“ ہوگا۔ یہ دو حرفی لفظ ہے (ک + ہ = کہ) اس کو ”کہہ“ لکھنا غلط ہوگا۔ کیوں کہ اس طرح دو ”ہ“ آئیں گی۔ اسی طرح صحیح لفظ ”یہ“ ہے۔ اس کو ”یہہ“ لکھنا اسی لیے غلط ہوگا۔

”کہ“ ایک الگ کلمہ ہے، جیسے: میں نے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس میں ”کہ“ ہے اور اُس سے یہ بات کہ ”اس میں ”کہ“ ہے ”کہنا“ کا امر۔

”نہ“ نفی کا کلمہ ہے۔ جیسے: نہ کرو اور ”نہ“ عدد ہے۔ ایسے کچھ لفظ جن کے آخر میں ہائے

ملفوظ ہے درج ذیل ہیں:

توجیہ، تنبیہ، تشبیہ، توجہ، جگہ، سیہ، منہ،

مشابہ، تہ، شہ، بارگہ، فقہ، توبہ، سیہ،

جن لفظوں کے آخر میں دو ”ہ“ ہیں ان میں دو ”ہ“ لکھی جائیں گی جیسے:

قہقہہ، (ق ہ ق ہ)، پالمشافہہ، جبہہ، شبہہ۔

”ہ“ اور ”ح“ کا استعمال

کچھ لفظوں کو کئی طرح لکھا جاتا رہا ہے اور بعض لفظوں میں ”ہ“ کی جگہ غلطی سے ”ح“

لکھ دی جاتی ہے۔ ایسے لفظوں کی ان صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے جن کو اب اختیار کرنا چاہیے:

ہائل: معنی ہیں ہول ناک، ڈرانے والا۔

حائل: بیچ میں آنے والا، روک۔

ان دونوں لفظوں کے استعمال میں معنوی فرق کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

جیسے: واقعہء ہائلہ اور دیوار حائل ہے۔

اسی طرح:

ہامی: ہامی بھرنا معنی ہیں، اقرار کرنا، جیسے اس نے ہامی بھری ہے۔

حامی: معنی ہیں مددگار۔ حمایت کرنے والا جیسے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی ہے۔

تہس نہس: اس کو تحس شخص لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔

برج، برجاندہ، ہرجا خرچا: ان سب کو ”ہ“ سے لکھنا چاہیے جیسے کام کا برج ہو رہا ہے۔ اسی سے

برج مریخ بنا ہے۔

ہونق: اس کو ”حونق“ لکھنا ٹھیک نہیں۔

گرستی، گھر گرسی: اس کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔

تھہرنا، افوہ، تنہا، پروا، ان لفظوں کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ تھہرنا، تھہرانا، تھہر جانا، تھہرنا۔
سب کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ اس کا ایک پرانا املا ”ٹھیر“ بھی ہے۔ ”پروا“ صحیح لفظ ہے۔ اس کو
”پرواہ“ لکھنا غلط ہے۔ ”افوہ“ میں ”ہ“ ہے اس کو ”افو“ لکھنا ٹھیک نہیں۔

ہائے مختلف اور الف

ہائے مختلف کے لیے یہ ”الف“ کے بیان میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ عام طور پر عربی اور فارسی
لفظوں کے آخر میں آتی ہے۔ اس لیے اردو، ہندی، انگریزی وغیرہ کے ایسے لفظوں کے آخر میں
الف لکھا جائے گا۔ جیسے: پتا، بھروسا وغیرہ۔

اسی طرح ہائے مختلف کے نیچے وہ شوشہ کبھی نہیں آئے گا جو ہائے ملفوظ کے نیچے آتا ہے،
جیسے: کعبہ، بت خانہ اور ہائے ملفوظ کے نیچے یہ شوشہ لازماً آئے گا جیسے: یہ، کہ، نہ، جگہ۔

ہائے مختلف اور ”یے“

ہائے مختلف سے پہلے جو حرف ہوتا ہے اس پر عموماً زبر ہوتا ہے۔ جب ایسے لفظ محرف
ہوں گے (یعنی جب ان لفظوں کے بعد حروف جار وغیرہ آئیں گے یا ان کی جمع بنائی جائے گی یا
بعض اور صورتیں) تو ہائے مختلف ”یے“ سے بدل جائے گی اور اس سے پہلے حرف کا زبر، زیر میں
تبدیل ہو جائے گا۔ جیسے:

کعبہ اور کعبے میں، جلوہ اور جلوے، پردہ اور پردے، مرثیہ اور مرثیے
نظریہ اور نظریے، تین واقعے، چار پیمانے، جلوے بکھر گئے
وغیرہ۔

اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ اس صورت میں ایسے لفظوں کو ”یے“ سے
لکھا جائے۔ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں کہ محرف صورت میں بھی ایسے لفظوں کو ”یے“ سے لکھا

جائے۔ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں کہ محرف صورت میں ایسے لفظوں کو ”ہ“ سے لکھا جاتا ہے۔ مثلاً:

”چار پیمانہ“، ”مرثیہ پڑھے گئے“، ”کعبہ گئے تھے“،

یہ سب غلط ہیں۔ صحیح صورت یہ ہوگی:

”چار پیمانے“، ”مرثیے پڑھے گئے“، ”کعبے گئے“

غنچے! تری زندگی پہ دل ہلتا ہے

بس ایک تبسم کے لیے کھلتا ہے

ایک لفظ ہے: ذمہ۔ محرف صورت میں یہ ”ذمے“ ہو جائے گا۔ جیسے اُن کے ذمے تین روپے نکلتے ہیں۔ اسی سے ذمے داری بنے گا۔

ایک لفظ ہے: کیوں کر، اس کی ایک صورت ہے: کیونکے۔ ایک اور لفظ ہے: کیوں کہ۔ ان دونوں میں امتیاز کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جیسے: میں نے ان سے کچھ نہیں کہا کیوں کہ وہ خود پشیمان تھے۔ یہاں ”کیوں کہ“ کا محل ہے۔

کچھ لفظوں کے آخر میں غلط طور پر ہائے مختلف لکھ دی جاتی ہے۔ جیسے ”موقع“، صحیح لفظ ہے۔ اس کو ”موقعہ“ لکھنا غلط ہوگا، یا جیسے ”مع“، کو ”مُعہ“ لکھنا اسی طرح ”مصرع“، کو ”مصرعہ“ لکھنا غلط ہے۔ ان سب لفظوں کی صحیح صورت یہی ہے اس طرح لکھنا چاہیے۔

اسلمہ جات، پارچہ جات، کارخانہ جات، حوالہ جات،
صوبہ جات، علاقہ جات، محکمہ جات۔

ان سب لفظوں کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ یعنی علامت جمع ”جات“ کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا۔

ہائے مخلوط (ھ)

ہائے مخلوط کو ہمیشہ دو چشمی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: گھر، اس کو گھر لکھنا غلط ہوگا۔ جن لفظوں کے آخر میں ”ھ“ لکھی جاتی ہے تو کبھی کبھی اُس ”ھ“ کے بعد ایک ہائے مختلف بھی لکھ دی جاتی ہے۔ جیسے:

آنکھ، ہاتھ، بیٹھ۔ یہ غلط املا ہے۔ صحیح املا ہوگا:
آنکھ، ہاتھ، بیٹھ۔ وغیرہ۔

”دو“ ھ

بہت سے لفظ ہیں جن میں کبھی دو ”ھ“ لکھی جاتی ہیں اور کبھی ایک۔ جیسے کوئی ”ڈھونڈنا“ لکھتا ہے اور کوئی ”ڈھونڈنا“۔ اس میں خیال رکھنا چاہیے کہ جو لفظ دو ٹکروں سے مل کر بنے ہیں اور دونوں ٹکرے الگ الگ لکھے جاتے ہیں ان میں دو ”ھ“ لکھی جائیں گی اور باقی لفظوں میں ایک۔ نیچے پہلے وہ لفظ لکھے جاتے ہیں جن میں اب ایک ”ھ“ لکھنا چاہیے:

بھابی،	بھبک،	بھبکنا،	بھبکا،	بھپکا،	بھبوت،
بھوکا،	بھبکانا،	بھبکڑنا،	بھبیری،	بھپارا،	بھٹی،
بھکاری،	بھیک،	بھوبل،	بھجگا،	بھجیا،	پھولا،
پھوندی،	پھوپا،	پھوپا،	پھپڑا،	تھتانا،	تھوتن،
ٹھکننا،	ٹھاٹ،	ٹھاٹر،	ٹھٹ،	ٹھٹک،	ٹھٹول،
ٹھٹیرا،	ٹھڈا،	ٹھنڈ،	ٹھنڈا،	ٹھٹ،	چھچرا،
چھچلا،	چھچرا،	چھچندر،	چھچر،	چھچکانا،	چھک،
چھروکا،	چھنجانا،	چھنجانا،	چھنچورنا،	دھند،	دھندلا،

دھندکا، ڈھنڈوڑا، ڈھونڈنا، کھوکھا، کھنکارنا، کھنکنا،
 گُھگھو، گُھگی، گُھلیانا، گھونٹ، گھونگا، منجداہار،
 گھنگرو، گھاگرا۔

ایسے لفظ جن میں دو ’ہ‘ آئیں گی:

بھن بھن، بھن بھنا، بھق بھق، بھقر بھقر،
 بھل بھلانا، بھل بھل، بھج بھجنا، پھڑ پھڑانا،
 پھس پھس، پھس پھسا، پھٹ پھٹنا، پھٹ پھٹنا،
 پھد پھدانا، پھر پھرانا، پھل پھری، پھل پھل،
 تھر تھرا، تھر تھری، تھک تھکانا، تھل تھلانا،
 تھل تھل، چھم چھم، چھن چھن، چھن چھنا،
 تھی تھی، ٹھسا ٹھس، ٹھن ٹھنا، جھر جھرا،
 جھر جھری، جھل جھلانا، جھن جھنا، جھن جھنا،
 دھک دھک، دھڑا دھڑ، کھٹ کھٹانا، کچا کچھ،
 کھن کھنا۔

جن مصدروں میں دو ’ہ‘ ہوں گی ان کے مشتقات میں بھی ایک ’ہ‘ رہے گی۔ جیسے:

مجھے، تجھے، مجھ کو، تجھ کو،
 ان کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ ”نچکو“ یا ”تچکو“ لکھنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ نیز ”مجھ“ اور ”کو“
 ان دونوں کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ ”مجھ کو“ اسی طرح ”تجھ کو“۔

سرہانا، انھیں، تمہیں، تمہارا، تمہاری،
کلھاڑی، اٹھتر، اٹھتر -

ان سب لفظوں کو اسی طرح (ھ کے ساتھ) لکھا جائے گا۔ ان کو:

سرہانا، تمہارا، کلھاڑی، اٹھتر، وغیرہ لکھنا ٹھیک نہیں۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو

ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کو پہلے کبھی مع ”ھ“ لکھا جاتا تھا اور کبھی اُس کے بغیر جیسے:

جیب اور چبھ، ہونٹ اور ہونٹھ، تڑپنا اور تڑپھنا وغیرہ۔ اب ان لفظوں کی رائج صورت

یہ ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے:

جیب، ہونٹ، تڑپنا، جھوٹ، ٹھنڈ، بھیک،

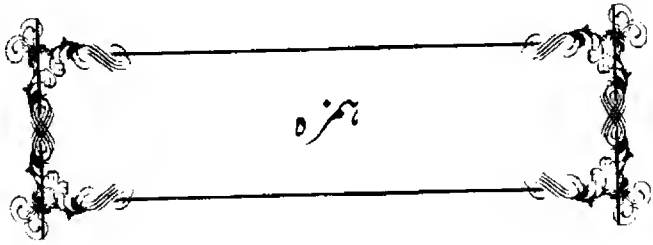
بھکاری، جانگیا، جاگنگ، کوند، کوندا، گبرو،

گھورکھ دھندا، سدھ بدھ، سانڈھ گانڈھ، چبھنا، ہاتھ، ہتھیار،

ہتکڑی، ہتیا لینا، ہتا، ہتی، نہتا، ہاتھی،

ہتھنی، پھوہڑ، باڑ، باڑھ (دھار، دریا کی طغیانی بڑھنا، وغیرہ۔)





”ہمزہ“ اُردو میں مستقل حرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اور اس بات کو نہ بھولنا چاہیے کہ ”ہمزہ“ ”الف“ کا قائم مقام ہے۔ جب دو حرف علت اپنی اپنی آواز الگ الگ دیں تو اُن کے بیچ میں ہمزہ آ سکتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔

اس لیے آؤ، جاؤ، وغیرہ میں ”ہمزہ“ لکھنا چاہیے، مگر بنا و سنا، بھاؤ تاؤ، نبھاؤ، گھاؤ میں ”ہمزہ“ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح: چائے، رائے، گائے، ہائے میں ہمزہ نہیں چاہیے۔

اسی سلسلے میں ان قاعدے کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ:

”ہمزہ اُسی وقت آئے گا جب حرف ماقبل پر زبر یا پیش ہو۔“

ہمزہ کے لکھنے میں بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ اکثر صورتوں میں اس کو غلط طور پر لفظوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے تحریر میں اس کا بہ طور خاص خیال رکھنا چاہیے۔

ہمزہ اور الف

①

عربی کے بہت سے مصدر اور جمعوں کے آخر میں اصلاً ہمزہ ہے۔ جیسے:

ابتداء، انتہاء، علماء، شعراء، وغیرہ۔

مگر اُردو میں ایسے سب لفظوں میں ہمزہ تلفظ سے خارج ہو چکا ہے۔ اس لیے ایسے لفظوں کو ہمزہ کے بغیر لکھا جائے گا، جیسے:

ابتدا، انتہا، علما، شعراء، حکما، اولیا، فضلا، وغیرہ
جب ایسے لفظ اضافت کے ساتھ آئیں گے تو ان کے آگے ”یے“ بڑھا دی جائے گی
اور اس ”یے“ پر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

ابتدائے عشق، انتہائے شوق، علمائے کرام، شعرائے اُردو،
حکمائے حاذق، علمائے فارسی، انشائے اُردو، اخفائے راز
وغیرہ۔

اسی طرح عطف کی صورتوں میں صرف ”واو“ کا اضافہ ہوگا۔ ہمزہ یہاں بھی نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: ابتدا و انتہا، علما و فضلا، إملا و انشا۔

(2)

لفظ کے درمیان میں جب ”الف“ مفتوح ہوگا تو اُس پر صرف زبر آئے گا، ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: تامل، تافیر، تاثر، توأم، جرات، تاتف، متاثر، متاتف، تاثرات۔ جتنے لفظ لکھے گئے ہیں۔ عام طور پر ان کو اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ مگر صرف ایک لفظ ”جرات“ کو کبھی ”جرات“ بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کو بھی ”جرات“ لکھنا چاہیے۔ اُردو میں ”ہمزہ“، ”الف“ کا قائم مقام ہے۔ اس لیے دونوں ایک ساتھ آئیں گے۔ ورنہ ایک حرف (الف یا ہمزہ) فالتو ہو جائے گا۔

”ہمزہ“ اور ”واو“

لفظ کے آخر میں اگر ”واو“ ساکن ہو تو اس پر ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا، جیسے:

برتاؤ،	باو (ہوا)،	باو گولا،	الاد،	اود بلاؤ،
بھاؤ،	پاو (جیسے پائیر)،	پلاؤ،	تاؤ،	
چاؤ،	راؤ (جیسے راو صاحب)،	ستھراؤ،		
ناؤ،	کڑھاؤ،	گاؤ،	گاے،	گھاؤ،
لمباؤ،	چوڑاؤ،	پچھیاؤ،	ہواؤ،	پتھراؤ،
دریاؤ،	سبھاؤ،	تلاؤ۔		

بعض مثالیں جملے:

کل پچھیا چلا تھا۔ ہم آج ناؤ پر بیٹھے تھے۔

اُن کا گھاؤ بھر گیا۔ لڑکوں نے خوب پتھراؤ کیا۔

راو صاحب آئے تھے۔ یہ کڑھاؤ تو بہت بڑا ہے۔

زیادہ بھاؤ تاؤ نہ کیا کرو۔ واؤ پر ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے۔

یہ خیال رہے کہ: ایسے لفظوں میں واؤ تلفظ میں نصف سے بھی کچھ کم آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ”واؤ“ سے پہلے جو حرف علت ہوتا ہے، آواز اُس کے کھنچاؤ میں اس طرح ڈوب جاتی ہے کہ ”واؤ“ پر دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے۔

(1)

بہت سے حاصل مصدر بھی ایسے ہیں جن کے آخر میں ”واؤ“ آتا ہے۔ جیسے دبانے سے دباؤ، اور چڑھانے سے چڑھاؤ اور گھمانے سے گھماؤ۔

ان میں بھی ”واؤ“ ساکن ہے اور اس سے پہلے ”الف“ ہے اور یہاں بھی ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ ”ہمزہ“ لکھنے کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ”الف“ اور ”واؤ“ کے بیچ میں ”ایک“ اور حرف

”ہمزہ“ بھی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں۔ ایسے کچھ حاصل مصدر یہ ہیں:

النجھاؤ،	انکاؤ،	بناؤ،	بہاؤ،	بچاؤ	بھراؤ،
بہکاؤ،	پٹاؤ،	تتاؤ،	فکراؤ،	ٹھہراؤ،	جھکاؤ،
جماؤ،	چڑھاؤ،	(اتار چڑھاؤ،)	چھڑکاؤ،	چناؤ،	
چلاؤ (چل چلاؤ کا عالم)	چھٹاؤ،	دباؤ،	ڈلاؤ،	ڈھلاؤ،	
رُکاؤ،	کساؤ،	کٹاؤ،	گھٹاؤ،	گھماؤ،	گھماؤ پھراؤ
گراؤ،	گھراؤ،	لگاؤ،	لداؤ،	نبھاؤ۔	

جیسے۔

اتنا گھماؤ پھراؤ اچھا نہیں ہوتا۔ طوفان میں ٹھہراؤ آ گیا ہے۔

اُن کا جھکاؤ اس طرف ہے۔ کوٹ میں بھراؤ اچھا نہیں پڑا۔

سب نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ دریا چڑھاؤ پر ہے۔

سڑک پر خوب چھڑکاؤ ہوا ہے۔ لاکھوں لگاؤ۔

ایک چرانا نگاہ کا۔ لاکھوں بناؤ۔

آؤ، جاؤ، کھاؤ، پاؤ، لاؤ، اتراؤ، الجھاؤ،

بچاؤ، چڑھاؤ، ٹھہراؤ، بناؤ، لگاؤ۔

یہ سب فعل ہیں، ان میں ”داؤ“ پر ہمزہ آئے گا۔ ایسے افعال میں ”ہمزہ“ آئے گا۔

مگر حاصل مصدروں میں ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ جیسے: تم تو اپنا رنگ جماؤ۔ اس جملے

میں ”جماؤ“ فعل ہے اور آج تو وہاں بڑا ”جماؤ“۔ اس میں ”جماؤ“ حاصل مصدر ہے۔ اسی طرح:

مجھ کو میرے دوستوں سے بچاؤ۔ اس جملے میں ”بچاؤ“ حاصل مصدر ہے۔ اس فرق پر

انظر رہنا چاہیے۔

اسی طرح اس قسم کے جتنے اسم فاعل (اور کچھ اسم مفعول) ہیں۔ اس میں بھی ”واو“ پر ہمزہ آتا ہے۔ حاصل مصدر اور اسم فاعل میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ حاصل مصدر میں ”واو“ کی آواز مجہول سی ہوتی ہے اور اسم فاعل میں ”واو“ معروف ہوتا ہے۔

جیسے: ”بناؤ“ حاصل مصدر ہے اور اس جملے میں کہ وہ ”بناؤ نہیں بگاڑو ہیں“۔ ”بناؤ“ اور ”بگاڑ“ بھی اسم فاعل ہے۔ ایسے کچھ اسم فاعل اور اسم مفعول یہ ہیں:

بناؤ، جتاؤ، کماؤ، لٹاؤ، جڑاؤ، پیاؤ، ڈباؤ،
لکاؤ، بکاؤ،

وہ تو کماؤ پوت ہے۔ پانی ہاتھی ڈباؤ ہے،

یہ بہت اچھا اور لکاؤ جوتا ہے۔ جڑاؤ زور خوب صورت ہیں۔

یہ مال بکاؤ نہیں۔ وہ تو اٹھاؤ چولھائیں،

وہ تو بڑے لٹاؤ ہیں۔ سب اڑا دیں گے۔

(2)

بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن میں ”واو“ سے پہلے ”می“ ہے۔ ایسے کچھ لفظوں میں ”واو“ آخری حرف ہوتا ہے اور اس سے پہلے ”می“ ہوتی ہے۔ ہمزہ کہیں نہیں آئے گا۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

ولیوتا، ویو، گیو، نیو، میو۔

(3)

بوا، سوا، بوا، مھوا، بوالا، کواٹر، گوالا،
بوار، دوار، کنوار، پھوار، چھوار، پوائنٹ چوائس۔

اوپر جو لفظ لکھے ہوئے ہیں اُن میں اور اُن کے جیسے اور لفظوں میں بھی ”واو“ پر ہمزہ نہیں آئے گا۔

(4)

ہوا، مچھوا، مَوا، پُوا،

یہ چاروں فعل ہیں، ان میں ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ مگر ان فعلوں کی دوسری صورتوں میں اور افعال کی طرح، ہمزہ آئے گا:

ہوا، ہوئی، ہوئے۔

چھوا، چھوئی، چھوئے۔

پُوا، چوئی، چوئے۔

موا، موئی، موئے۔

مچھوانا، مچھوئی، مچھوئے۔

ان میں بھی ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔

(5)

نیچے جو لفظ لکھے جا رہے ہیں، ان میں بھی ہمزہ نہیں آئے گا:

باولا، باولی، باولے، بکاولی،

باونا، پھاوڑا، امراوتی، سناونی،

گاودی، سانولہ، سانولی، چھاوئی،

گھناونا، گھناونی، راوٹی، اتاولا،

اتاولی،	اتاولے	نچھوا،	ہوا،
بھکوا	بھوا،	بھڑوا،	ہوا
بندھوا،	روا،	بھگوا	بچوا،
ہوا،	پتوا	پکھوا،	پڑوا،
تلاوا،	ٹھوا	تمبکوا،	ٹھلوا،
ٹلوا،	جھوا	جوا،	جڑوا،
چھٹوا،	چڑوا،	چکوا،	چندوا،
دھوانا،	ردانسا	دوا،	ہوا،
کنکوا،	کوا،	سٹوا،	سروا،
کھڑوا،	گھڑوا،	گیہوا،	للاوا،
ملاوا،	مال پوا	مردوا،	نکوا،
نٹھوا،	مہوا۔		

یہاں پر ایک اور قاعدے کو بھی سمجھ لیجیے، جن لفظوں کے آخر میں ”وا“ آتا ہے، جیسے: نچھوا، کھڑوا، ان کی جمع اس طرح بنے گی کہ ”الف“ نکل جائے گا اور ”ووں“ یا یہ اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے نچھوا سے نچھو وں اور نچھوے۔

محرف صورت میں بھی ”ے“ کا اضافہ کیا جائے گا، جیسے:

کوا،	کوے،	کو وں
تیمبکوا،	تیمبکوے،	تیمبکو وں
نچھوا،	نچھوے،	نچھو وں

بٹوا،	بٹوے،	بٹوں
کچھوا،	کچھوے،	کچھوں
چھٹوا،	چھٹوے،	چھٹوں
کنکوا،	کنکوے،	کنکوں
بھڑوا،	بھڑوے،	بھڑوں

”بھوں“ جسے فارسی میں ابرو کہتے ہیں، اُس کی صورت یہ ہوگی:

بھوں، بھویں، بھوئیں۔ جیسے:

ع: بھویں تنقی ہیں، خنجر ہاتھ میں ہے۔ تن کے بیٹھے ہیں

(6)

جن اسموں کے آخر میں واو معروف ہوتا ہے، جیسے: بچھو، اُن کی جمع اس طرح بنے گی کہ لفظ کے آگے ”و“ (ءو) کا اضافہ کیا جائے گا۔

آنسو	آنسوؤں	ڈاکو	ڈاکوؤں
بازو	بازوؤں	سادھو	سادھوؤں
تمبو	تمبوؤں	ہند	ہندوؤں
نچھو	نچھوؤں	خالو	خالوؤں
بھالو	بھالوؤں	پلو	پلوؤں
پہلو	پہلوؤں	چاقو	چاقوؤں

کچھ اور لفظ:

جبتو،	جبتوئیں،	جبتوؤں
آرزو،	آرزوئیں،	آرزوؤں

خوش بو، خوش بوئیں، خوش بوؤں
گفتگو، گفتگوئیں، گفتگوؤں
بہو، بہوئیں، بہوؤں

یہ خیال رہے کہ ایسی جمعوں میں (بازوؤں وغیرہ) واو کی آواز بہت دبی ہوئی نکلتی ہے۔

واو متحرک

عربی کے کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں ”واو“ متحرک ہے (جیسے: مونث) اور اُس کی آواز اسی طرح دبی ہوئی نکلتی ہے جس طرح ہوا، چھٹوا، اور بوانا جیسے لفظوں میں وہ دَب کر نکلتی ہے۔ ایسے لفظوں میں بھی ”واو“ پر ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے۔

بعض لوگ عربی کی تقلید میں ”واو“ پر ”ہمزہ“ لکھا کرتے ہیں (مونث) مگر اُردو کے لحاظ سے یہ ٹھیک نہیں اُردو میں ایک آواز کے لیے دو حرفوں کو یک جا نہیں کیا جاسکتا۔ ایک آواز کے لیے صرف ایک حرف آئے گا۔

ایسے کچھ لفظ:

مورخ،	مونث،	موثر،	موافق،	موافقت
مواصلت،	مودب،	موآخذ،	موازنہ،	موتس
موآخذہ،	موقر،	موکد،	موکل،	مولف
موید،	موذن،	مورّخہ		

اسی طرح:

مورخوں،	موذنوں،	موافقوں،	موافقتوں
موآخذوں،	موازنوں،	موکلوں،	مولفوں

کہ جب پہلے لفظ کے آخر میں ”الف“ یا ”واو“ یا ”ی“ یا ”ہائے مختفی“ ہو، تو عطف کے ”واو“ پر ہمزہ لگا دیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ جس طرح ”دل و جان“ میں ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ اسی طرح ”زندگی و موت“ میں بھی ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آسکتا۔ عطف کے لیے صرف ”واو“ آتا ہے۔ ہمزہ اور ”واو (و)“ نہیں آتا۔ یہ مانا ہوا قاعدہ ہے اور اس کے خلاف کبھی نہیں ہوگا کچھ مثالیں:

(الف)

دنیا و دیں،	ابتدا و انتہا،	اطلا و انشاء،	اخفا و اظہار
اللہ اور رسول،	تمنا و حسرت،	آبا و اجداد،	ہوا و ہوس
شعرا و حکما،	علما و فضلا،	وفا و جفا،	خطا و سزا
جفا و جور،	آقا و غلام،	ادا و ناز،	فنا و بقا

(ب)

زندگی و موت،	سادگی و ہر کاری،	بے ہنری و ہنرمندی،
بندگی و خواجگی،	عاشقی و خودداری،	نیکی و بدی،
بے چارگی و ذلت،	مولوی و ملا،	ترقی و تنزل،
جوانی و پیری		

(ج)

مے و نغمہ،	مے و جام،	نے و سرور،	مے و مینا
------------	-----------	------------	-----------

(د)

گفتگو و جستجو،	آرزو و تمنا،	نے و سرور،	بازو و بغل،
----------------	--------------	------------	-------------

نشوونما، گیہو و رخ، ہندو مسلمان، سب و جام،
 اردو و فارسی، ہلاکو و چنگیز، آبرو و منصب

(۵)

مرثیہ و غزل، پیانہ و صراحی، گذشتہ و آئندہ، مدرسہ و خانقاہ،
 پروانہ و شمع، نامہ و پیام، آشیانہ و قفس، خواجہ و بندہ،
 جادہ و منزل، فسانہ و حقیقت، نالہ و فریاد، کرشمہ و ناز،
 جلوہ و پردہ، نالہ و زاری۔

بعض مثالیں مصرع:

ع : لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ۔
 ع : زنبہارا اگر تمہیں ہوں ناے و نوش ہے
 ع : آواز نے دین و دف و چنگِ خرابات۔
 ع : جامِ سرشائے و غنچہ، لبِ ریز بہار۔
 ع : ہیں تیرے آبرو و مٹرگان و نگاہ و چشم آہ۔
 ع : لیا چھین آبرو و مٹرگان نے خاص و عام کا جوڑا۔
 ع : ہیں نہال آج آشنا و غیر۔
 ع : سادہ و ہر کارتر، غافل و ہوشیار تر۔

(12)

”گاؤ“ میں ”واؤ“ پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ اس کی ہندی صورت ”گؤ“ ہے۔ اس کو
 اسی طرح لکھا جائے گا۔ جیسے گؤ شالا، گؤ دان، گؤ ہتیا، گؤ پتر، گؤ گھاٹ۔

ہمزہ اور ہائے مختلف

لفظ کے آخر میں ”ہائے مختلف“ ہو تو عطف کی صورت میں صرف عطف کا ”واو“ لکھا جائے گا۔ ہمزہ کہیں نہیں آئے گا، جیسے: گذشتہ و آئندہ۔ نغمہ و رقص، غنچہ و گل، پردہ و جلوہ، ہائے مختلف کے ساتھ ہمزہ صرف اضافت کی علامت کے طور پر آئے گا۔ یعنی جب لفظ کے آخر میں ہائے مختلف ہوگی اور وہ لفظ مضاف یا موصوف ہوگا، تب اس ”ہائے مختلف“ پر ”ہمزہ“ لکھا جائے گا۔ جیسے:

غنچہ و نازک،	پیانہ وے،	نغمہ و بہار،	پردہ و حجاز،
جلوہ و حقیقت،	کعبہ و مقصود،	قبلہ و دیدہ و دل،	مرثیہ و انیس،
مرثدہ و آمد	فصل بہار،	نظریہ و اضافت،	شعلہ و عشق۔

”ہمزہ“ اور ”ی“

سب سے زیادہ غلطیاں ”ہمزہ“ اور ”ی“ کے انتخاب میں ہوتی ہیں۔ یعنی ”ی“ کی جگہ ”ہمزہ“ کو لکھا جاتا ہے۔ مگر سب سے بڑی غلطی اُس وقت ہوتی ہے جب ”ی“ اور ”ہمزہ“ کو جمع کر دیا جاتا ہے، جیسے: ”لیے“، ”کو“، ”لے“، ”یا“، ”لپے“، لکھنا۔ لکھنے والوں کو اس سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ”ہمزہ“ اور ”ی“ کے قاعدوں کو لکھا جاتا ہے۔ اُن کو اچھی طرح ذہن میں بٹھالینا چاہیے۔

پیا، سیا، دیا، کیا، لیا، جیا۔

یہ فعل ہیں۔ ان کی مختلف صورتوں میں ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا، اسی طرح:

پیا، پیے، پیو، پییں، پیے گا، پیو گے، پیں گے۔

سیا، سیے، سیو، سییں، سیے گا، سیو گے، سیں گے۔

دیا، دیے، دیو، دیں، دیے گا، دیو گے، دیں گے۔

کیا، کیے۔

جیا، جیے، جیو، جمیں، جیے گا، جیو گے، جمیں گے۔

لیا، لیے۔

فائدہ:

”لیے“ فعل ہو (جیسے: ہم نے دو قلم لیے) یا لاحقہ کے طور پر آئے (جیسے: میرے لیے، اُن کے لیے، تمہارے لیے)، ہر صورت میں آخر میں دو ”ی“ ہوں گی (ل ی ے = لیے) اس سلسلے میں ایک قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی لفظ میں جب ”ی“ سے پہلے والے حرف پر زیر ہوگا، تو وہاں دو ”ی“ آئیں گی۔ پہلی ”ی“ کی جگہ ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا۔ جیسے: لیے (ل ی ے)، دیے (د ی ے)، پیے (پ ی ے) وغیرہ۔

”ہمزہ“ صرف اُس صورت میں آئے گا۔ جب ”ی“ سے پہلے والے حرف پر زبر ہو یا ”الف“ یا ”واو“ ساکن ہو، جیسے: گئے، نئے، لائے، گائے، کھوئے، بوئے۔

(2)

کبھی، دیکھیے، لیجیے، وغیرہ فعل امر کی تعظیسی صورتیں ہیں۔ ایسے افعال کے آخر میں دو ”ی“ ہوتی ہیں۔ ان میں پہلی ”ی“ کی جگہ پر ہمزہ لکھنا (دیکھیے) غلط ہوگا۔

اس کو یوں بھی دیکھیے کہ ”دیکھیے“ کی ایک صورت ”دیکھو“ ہے اور اس میں پہلی ”ی“ اپنی جگہ پر برقرار ہے، آخری ”ی“، ”واو“ میں تبدیل ہو گئی ہے (دی جی ی ے + دی ج ی و = دیکھو) اس سے پوری طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ”دیکھیے“ جیسے افعال میں آخر میں دو ”ی“ ہیں۔ اس قاعدے کا پہلے ہی ذکر آچکا ہے کہ پہلے حرف پر اگر زیر ہو تو اس کے بعد لازماً ”ی“ ہوتی ہے۔ وہی صورت یہاں بھی ہے (دی ج ی ے۔ ل ی ج ی ے) یہی صورت ”لیے“ اور ”دیے“ وغیرہ کی ہے۔ ایسے کچھ فعل:

کچھنے	کچھو	دیکھنے	دیکھو	پچھنے	پچھو
کھینچنے	کھینچو	لیجھنے	لیجھو	بخینچنے	بخینچو
پڑھنے	پڑھو	لکھنے	لکھو	دیکھنے	دیکھو
پکڑنے	پکڑو	لڑنے	لڑو	بولنے	بولو
کھولنے	کھولو				

ایسے ہی کچھ فعل وہ ہیں جن میں آخر کی دو ”یاؤں“ سے پہلے کسی اور حرف کے بجائے، ”ہمزہ“ ہے۔ جیسے: جائے (جاء ی)۔ اُن کو بھی اسی طرح لکھا جائے گا کہ آخر میں دو ”ی“ ہوں گی۔ ”دیکھنے“ میں تیسرا حرف ”ج“ ہے، اسی طرح ”جائے“ میں تیسرا حرف ”ہمزہ“ ہے، آخر کے دونوں حرف اپنی جگہ پر محفوظ ہیں:

لائے (لای ی)	لاؤ
پائے (پاء ی)	پاؤ
آئے	آؤ
کھائے	کھاؤ
بنائے	بناؤ
دکھائے	دکھاؤ
اٹھائے	اٹھاؤ
پڑھائے	پڑھاؤ

اس کا اصول یہ ہے کہ جن مصدروں میں علامتِ مصدر ”نا“ سے پہلے ”الف“ یا ”واو“ ہوتا ہے (جیسے: جانا اور رونا) جب اُن سے بعض فعل بنتے ہیں تو اُن میں ”ے“ آتا ہے، جیسے: جائے، لائے، پائے، روئے، دھوئے، کھوئے۔

ان مصدروں سے جب امر تعظیمی بنیں گے تو اُس آخری ”ی“ کے آگے ایک ”یے“ اور بڑھادی جائے گی۔ علامت کے طور پر، جیسے:

لائے سے لائیے (لائیے)، پائے سے پائیے، آئے سے آئیے،
کھوئے سے کھوئیے، وغیرہ۔

جن مصدروں میں ”نا“ سے پہلے ”الف“ یا ”واو“ کے بجائے کوئی اور حرف ہو، اُن سے جب فعل امر بنتے ہیں تو اُن کے آخر میں صرف ایک ”یے“ ہوتی ہے، جیسے: چلنا سے چلے، اور بننا سے بنے اور کرنا سے کرے۔ ان سے جب تعظیسی فعل بنیں گے تو اس ”یے“ کے آگے ایک اور ”یے“ (علامت کے طور پر) بڑھائی جائے گی، جیسے: کرے سے کریے، بنے سے بنیے، سنے سے سنیے وغیرہ۔ بعض مثالیں:

ع	:	دن ہنس کے کاٹ ڈالیے، ہمت نہ ہاریے۔
ع	:	باتیں ادھر کو کچے، ادھر آنکھ ماریے۔
ع	:	کیا بیاں کریے کہ شرم آتی ہے عرضِ حال سے۔
ع	:	جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتاریے۔
ع	:	دروازہ کھلنے کا نہیں، گھر کو سدھاریے۔
ع	:	بانگِ جرس کی طرح کہاں تک پکاریے۔
ع	:	رہیے اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہ ہو۔
ع	:	پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہ ہو بیمار دار۔
ع	:	چاہیے اچھوں کو، جتنا چاہیے۔

(3)

الف:

جن لفظوں کے آخر میں ”واو“ ساکن ہوتا ہے، ان میں ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آ سکتا، جیسے: دیو، جینو۔ اسی طرح جن لفظوں کے آخر میں یے ساکن ہوتی ہے (اور اُس سے پہلے ”الف“ یا ”واو“ ہوتا ہے) تو اُس پر بھی ہمزہ نہیں آ سکتا۔ جیسے: ”گائے“ اگر اُس کو ”گائے“ لکھا جائے گا تو لفظ ہی بدل جائے گا، اور اب یہ ”گائے“ مصدر کا ایک فعل ہوگا، جیسے: اُس سے کہو کہ وہ

گانا گائے، چند ایسے لفظ درج ذیل ہیں:

راے، گائے، ہائے، چائے، وائے، براے،
آبنائے، سوائے، بجائے، سہائے، سرائے، وائسرائے،
آپائے۔

بعض مثالیں:

ہر وقت چائے کا وقت۔ آپ کی رائے کیا ہے؟
گائے کا دودھ پی لو۔ ان کے بجائے کون آئے گا؟
ہندستان کا آخری وائسرائے کون تھا؟ ہر وقت ہائے ہائے مت کیا کرو۔
رائے بہادر صاحب نے کیا کہا تھا؟

ایسے لفظوں کے لکھنے میں یہ غلطی اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ ”یے“ پر ”ہمزہ“ کو بھی مسلط کر دیا جاتا ہے اور اس سے املا چوہٹ ہو جاتا ہے۔ مثلاً: ”چائے“ تین حرفی لفظ ہے، جس کے آخر میں ”یے“ ہے اور اس سے پہلے ”الف“ ہے، اگر اس کو ”چائے“ لکھا جائے تو یہ چار حرفی لفظ ہو جائے گا اور ”الف“ اور ”یے“ کے بیچ میں ایک اور حرف (ہمزہ) آ جائے گا۔ جب کہ اس کے لیے گنجائش ہی نہیں۔ تین حرفی لفظ، چار حرفی بن جائے۔ اس سے لفظ بھی بگڑے گا اور املا بھی۔

(ب)

اسی طرح جن لفظوں کے آخر میں یے ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو، جیسے:

نئے، لے، خے، پے، پیالے، درپے،
پے درپے، ٹے، ہے، طے، رے۔



اضافت

”ہمزہ“ کا سب سے زیادہ غلط استعمال اضافت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اضافت کا سیدھا سا قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کے آخری حرف پر اضافت کا زیر آ جاتا ہے۔ جیسے ایک لفظ ہے ”دل“ اضافت کی صورت میں لام پر زیر آ جائے گا، جیسے: دل عاشق ایسے لفظوں کے لکھنے میں غلطی بھی نہیں ہوتی۔ غلطی ہوتی ہے اُن لفظوں میں جن کے آخر میں ”ی“ یا ”ے“ ہوتی ہے کہ ’اُس‘ ’ی‘ پر ”ہمزہ“ لکھ دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ قاعدے کے مطابق ”ی“ پر زیر آ جائے گا، اور بس، جیسے ایک لفظ ہے ”بندگی“ اضافت کی صورت میں، اس کی ”ی“ پر زیر آ جائے گا: ”بندگی“، جیسے: بندگی خدا، اس کو ”بندگی ء خدا“ لکھنا بالکل غلط ہوگا۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، اُردو میں ایک آواز کے لیے دو حرف نہیں آتے، تو پھر یہاں اضافت کے لیے دو حرف (ی اور ء) کیسے جمع ہو جائیں گے؟

اگر کسی نے ”بندگی ء خدا“ لکھا ہے تو اسے یا تو ”بندگی ء خدا“ پڑھنا پڑے گا، یا پھر ”بندگ ء خدا“ ماننا ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں ٹھیک نہیں۔

(الف)

اس قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ (الف) لفظ کے آخر میں اگر ”ی“ ہے تو اضافت کی صورت میں اور الفاظ کی طرح، اُس ”ی“ پر (جو لفظ کا آخری حرف ہے) اضافت کا زیر آ جائے گا، ہمزہ کبھی نہیں آئے گا، جیسے:

بندگی خدا،	مرضی مولا،	سواری ریل،
زندگی بے وفا،	والہی شہر،	خرابی اخلاق،
درستی املا،	خوبی قسمت،	مجبوری اخلاق،
سردی کشمیر،	گرمی قیامت،	صراحی شراب،
جولہی بے پروا،	فارسی جدید،	تیارِ سفر،
دوری وطن	فدوی خاص،	کرتی صدارت،
تازگی خیال،	بے خودی عشق،	

بعض مثالیں:

ع	:	ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے چرخ۔
ع	:	افری تپ گرمی و محبت۔
ع	:	تھی برہمی زلف پریشاں کی شکایت۔
ع	:	ہم نے اس زندگی عشق میں کیا کیا دیکھا۔

(ب)

ایسے بہت سے لفظ ہیں جن کے آخر میں ”ئی“ کا لاحقہ شامل کر کے، اسم فاعل وغیرہ بنا لیتے ہیں، جیسے ”رعنا“ سے ”رعنائی“ اور ”زیبا“ سے ”زیبائی“ وغیرہ اضافت کی صورت میں ایسے

لفظوں میں بھی ”ی“ پر اضافت کا زیر آ جائے گا، جیسے:

زیبائی چمن، رعنائی خیال، رسوائی عاشق، صفائی شہر
گدائی شہرت، بے وفائی دنیا، خدائی فرعون، جدائی معشوق
یکتائی محبوب۔

یہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ عطف کی صورت میں بھی ”ی“ پر ”ہمزہ“ کبھی نہیں لکھا جائے گا، جیسے: زندگی و موت، جوانی و پیری، رعنائی و زیبائی، خدائی و بندگی وغیرہ۔

(ج)

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کے آخر میں ”ی“ موقوف ہوتی ہے یعنی ”ی“ سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہوتا ہے جیسے: سعی، نہی، نفی۔

اضافت (اور عطف) کی صورت میں اس ”ی“ پر بھی ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا۔
قاعدے کے مطابق ”ی“ پر اضافت کا زیر آئے گا۔ جیسے:

وحی خدا، سعی غیر، وحی والہام، نفی و اثبات
ع : سعی لا حاصل مداد اے مریض عشق ہے۔
ع : نہی مے خواری کرے جس دم وہ محبوب خدا۔
ع : وحی والہام سے بڑھ کر ہے یہاں کون سی چیز۔

(د)

اشعار میں کبھی کبھی شعری ضرورت سے لفظ کے آخر کی ”ی“ مشدد بھی ہو جاتی ہے۔
جیسے: سردی حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک۔ یہاں بھی ”ہمزہ“ کی گنجائش نہیں یعنی اس کو ”سردی حنا“ لکھنا قطعاً غلط ہوگا۔ تشدید کی جگہ ”ہمزہ“ کسی بھی صورت میں نہیں آ سکتا۔ بعض مثالیں:

سرخِ رنگِ رخ سے چمک اور بڑھ گئی۔
 زندگی بے وفا! تجھ سے محبت کیا کریں بے گانگی اہل دنیا سے کیا غرض ہے۔
 ساقی مست نے جو اٹھایا تھا جام ہے۔

(۵)

جن لفظوں کے آخر میں ”یے“ ہوگی، وہاں بھی اضافت کے لیے ”یے“ پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا، اُس ”یے“ کو مسکور مان لیا جائے گا۔ ہاں، اُس ”یے“ پر اضافت کا زیر لگانے کی ضرورت نہیں، جیسے:

برائے خدا، بجائے غنچہ و گل، سرائے فانی، چائے گرم،
 رائے عالی، جائے رحم، یائے خیال۔
 ان کو ”برائے خدا“ یا ”سرائے فانی“ یا ”رائے عالی“ لکھنا غلط ہوگا۔ ایک اضافت کے لیے ”یے“ اور ع، دو دو حرف کیسے آ سکتے ہیں؟
 بعض مثالیں:

ع : سوائے کسی اب کوئی آسرا نہ رہا۔
 ع : بجائے غنچہ و گل ہے ہجومِ خار و خس یاں تک۔
 ع : دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی۔
 ع : رائے عالی میں جو آتا ہے وہ مجھ سے کہیے۔
 ع : منہ سے کچھ تو کہو برائے خدا۔
 ع : کر رہا صیادِ جلدی سے کہ جائے رحم ہے۔

(و)

ے، نے کی طرح کے لفظ، جن میں ”یے“ سے پہلے والے حرف پر زبر ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں یہ ”یے“ بھی مکسور ہو جائے گی اور ہمزہ یہاں بھی نہیں آ سکتا۔ البتہ اس ”یے“ پر اضافت کا زیر ضرور لگایا جائے گا، جیسے:

سے صاف، شے دیگر، شے لطیف، پے دنیا، درپے آزار۔

عطف کی صورت میں بھی ایسے الفاظ میں ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا، جیسے: نے وقفہ، مے و معشوق وغیرہ۔

اس بات کو اصول کی حیثیت سے یاد رکھنا چاہیے کہ اضافت کی صورت میں اور عطف کی صورت میں ”ی“ یا ”یے“ پر ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا۔

(ز)

جن لفظوں کے آخر میں ”الف“ ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں اُن کے آگے ایک ”یے“ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے ”دنیا“ سے ”دنیاے فانی“، اس ”یے“ پر بھی ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا۔ جیسے:

دنیاے رنگ و بو،	ابتداے عشق،	انتہاے تلاش،	اطلاے اُردو،
شرفاے قوم،	سزائے قید،	خداے بزرگ،	انبیاءے کرام،
دعاے مظلوم،	مدعاے ضروری،	تقاضاے شوق،	دواے دردِ دل،
بتلاے آفت،	شہدائے کربلا،	علمائے کرام،	تمناے عاشق

تماشاے دنیا۔

ع : گُل کی جفا بھی دیکھی، دیکھی وفاے بلبل۔

- ع : تماشاے اہل کرم دیکھتے ہیں۔
 ع : ابتداے شوق میں یہ حال ہے۔
 ع : وہ جو بیچتے تھے دواے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔
 ع : جفاے آسمان کا شکوہ مت کر۔
 ع : انتہاے شوق کا ہے یہ مآل۔

(ح)

اسی طرح جن لفظوں کے آخر میں واو (معروف یا مجہول) ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں اُن کے آگے بھی ”یے“ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے: ”گفتگو“ سے ”گفتگوے شوق“۔

بوے گل، سوے چمن، خوش بوے وفا، چار سوے دہر
 روے دوست، کوے ملامت، پہلوے غیر، بازوے حبیب
 آرزوے تسکین، آبروے وطن، گیسوے سیاہ، جادوے بنگال،
 خوے رشک۔

- ع : بوے گل، رنگِ چمن، اور یہ عمر گزراں۔
 ع : پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے۔
 ع : دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے۔
 ع : اُس کو کچھ ڈر نہیں، منہ سوے خدا ہے جس کا۔
 ع : سعی لا حاصل مداد اے مریضِ عشق ہے۔

(فائدہ):

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب شعر میں ”واو“ معروف خوب کھینچ کر نہ پڑھا جائے، اُس

صورت میں اُس ”واو“ پر اضافت کا زیر لگا دیتے ہیں اور ”یے“ کا اضافہ نہیں کرتے۔ جیسے:

ع : گیسو تاب دار کو اور بھی تاب دار کر۔

ع : دُکھنے لگے پہلو فراشی۔

یہ مناسب طریقہ ہے۔ مگر اس کا تعلق نظم سے ہے۔ نثر میں ہمیشہ ایسے موقوف پر ”یے“ کا اضافہ کیا جائے گا۔

(ط)

جن لفظوں کے آخر میں ”واو“ ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر کوئی حرکت ہو یا سکون ہو، جیسے: پیرو، سرو؛ تو اضافت کی صورت میں اُس ”واو“ پر زیر آ جائے گا، ”یے“ کا اضافہ نہیں کیا جائے گا، جیسے:

پیرو استاد، سرو باغ، خسرو پرویز۔

-☆-

پاے (پیر)، جاے (جگہ)، سواے، پاے (فارسی کے ایک مصدر ”پاییدن“ کا امر حاضر)؛ یہ لفظ کبھی مع ”یے“ آتے ہیں اور کبھی اُس کے بغیر، یعنی پا اور پاے، جا اور جاے، سوا اور سواے۔

یہ لفظ مع ”یے“ خواہ اضافت کے ساتھ آئیں یا اضافت کے بغیر، مفرد ہوں یا مرکب، ہر صورت میں صرف ”یے“ لکھی جائے گی، اس پر، حمزہ کبھی نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

پابند، پاے بند، پامال، پاے مال،

پاے مالی۔ پابوس، پاے بوس، پاے بوسی۔ پاے دان، پاے تخت،

پاے درگل، پاے دار (پایدار)، پاے داری (پایداری)، جادا،

حائے داد، جائے گاہ، جائے ادب، جانشین،

جائے نشین، پازیب

ع : فقط موتیوں کی پری پاے زیب۔

ع : جھلک پایا بجائے کی دامن سے یوں۔

ع : چاندنی کی جائے بچھتی ماہ تاب۔

ع : کر رہا صیاد جلدی سے کہ جائے رحم ہے۔

جب لفظ کے آخر میں ”الف“، ”واو“، ”ی“ یا ”یے“ ہو، تو کسی بھی صورت میں اضافت کے لیے ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ اضافت کے لیے ”ہمزہ“ صرف ایک صورت میں آتا ہے جب کہ لفظ کے آخر میں ”ہائے مختفی“ ہو، جیسے: نامہء شوق، اس ایک صورت کے علاوہ اور کسی صورت میں اضافت کے طور پر ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ ان قاعدوں کو مختصر اُچھر لکھا جاتا ہے:

① جب لفظ کے آخر میں ”ی“ ہوگی تو اضافت کی صورت میں اس ”ی“ پر زیر آ جائے گا، جیسے: بندگی خدا، رعنائی تصور۔

② جب یہ ”ی“ مشدّد ہوگی، تو ”ی“ کے اوپر تشدید لکھی جائے گی اور اس کے نیچے اضافت کا زیر آئے گا، جیسے: ع: سردی حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک۔

③ جن لفظوں کے آخر میں ”یے“ (جزو لفظ کی حیثیت سے) ہوگی، ایسے لفظوں میں ”یے“ پر ہمزہ کبھی نہیں لکھا جائے گا، جیسے: راے، چاے، ہاے۔

④ اضافت کی صورت میں ایسے لفظوں کی ”یے“ کو کمسور مان لیا جائے گا۔ اُس ”یے“ پر نہ ہمزہ آئے گا اور نہ اس کے نیچے زیر آئے گا، جیسے: راے عالی، سراے کہنہ، چاے گرم۔

⑤ جب لفظ کے آخر میں ”الف“ یا ”واو“ (معروف یا مجہول) ہوگا تو اضافت کے لیے ”یائے“ مجہول کا اضافہ کیا جائے گا۔ یہ ”یائے“ مجہول، اضافت کی علامت کی حیثیت سے آئے گی، اس لیے اس ”یے“ پر ”ہمزہ“ نہیں لکھا جائے گا، نہ اُس پر زیر لگایا جائے گا، جیسے: ابتداے شوق، انتہائے غم، گفتگوے غیر، پہلوے غیر۔

⑥ جن لفظوں کے آخر میں ”یے“ ہو اور اُس کا ماقبل مفتوح ہو، تو اُس ”یے“ پر اضافت کا زیر لگایا جائے گا، جیسے: بے صاف، شے دیگر۔

⑦ جن لفظوں کے آخر میں ”واو“ ہو اور اُس کا ماقبل مفتوح یا کسور یا ساکن ہو، ان صورتوں میں اسی ”واو“ پر اضافت کا زیر آئے گا، جیسے: پیرو میر، سرو باغ۔

⑧ جن لفظوں کے آخر میں واد معروف ہو اور شعر میں وہ خوب کھینچ کر نہ پڑھا جائے تو یہ جائز ہوگا کہ اُس کے آگے علامت اضافت (یے) کا اضافہ کرنے کے بجائے اُسی ”واو“ پر زیر لگادیا جائے جیسے: گیسو تاب دار کو اور بھی تاب دار کر۔ مگر دو حرفی لفظوں کے آگے ”یے“ کا اضافہ کرنا چاہیے۔

-☆-

”مبدء“ اور ”سوء“ یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں اور اُردو میں اسی طرح مستعمل ہیں، اضافت کی صورت میں ”ہمزہ“ پر اضافت کا زیر آ جائے گا، جیسے:

سوءِ ظن،	سوءِ ہضم،	سوءِ اتفاق،	سوءِ ادب،
مبدءِ فیض،	مبدءِ فیاض،	مبدءِ اول،	

لفظ کے آخر میں ”یا“ کا استعمال

(الف):

ایسے لفظ جن کے آخر میں ”یا“ ہوتا ہے جیسے: بہرہ یوا، کباڑیا، دیا (چراغ)، ڈوریا، محرف صورت میں اور جمع کی صورت میں، ان میں ”الف“ کی جگہ ”یے“ آ جاتی ہے، جیسے: بھیڑیا اور بھیڑیے، یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس صورت میں لفظ کے آخر میں دو ”ی“ ایک جا ہوتی ہیں۔

پہلی ”ی“ تو لفظ کا جز ہوتی ہے (بھیری) اور دوسری ”ی“ کا اضافہ کیا جاتا ہے (بھیر)۔ ظاہر ہے کہ ہمزہ یہاں نہیں آ سکتا۔ اسی طرح جب جمع کے لیے ”و“ کا اضافہ کیا جائے گا، تب بھی ”ہمزہ“ نہیں آئے گا۔ مثال کے طور پر ایسے کچھ لفظوں کو لکھا جاتا ہے، ایسے باقی لفظوں کو اُن پر قیاس کیا جاسکتا ہے:

بنیا،	بنیے (بنیے)،	بیوں،	پُربیا،	پرپے،
پریوں،	بہروپیا،	بہروپے،	بہروپیوں،	پہریا،
پہیے،	پہیوں۔	بھکتیا،	بھکتیے،	بھکتیوں،
تولیا،	تولیے،	تولیوں،	بھیا،	بھیے،
بھیوں،	پہاڑیا،	پہاڑیے،	پہاڑیوں،	جانگیا،
جانگیے،	جانگیوں،	دیا (جراغ)،	دیے،	دیوں،
لہریا،	لہریے،	لہریوں،	ڈاکیا،	ڈاکیے،
ڈاکیوں،	کباڑیا،	کباڑیے،	کباڑیوں،	ہنسیا،
ہنسیے،	ہنسیوں۔			

(ب):

جن لفظوں کے آخر میں ”یہ“ (ی اور ہائے محذوف) ہو، جیسے: مرثیہ، تعزیہ، ان کی بھی یہی صورت ہے کہ محرف صورت میں ”ہ“، ”یے“ سے بدل جائے گی، مثلاً: تعزیہ، تعزیے، (تعزئی ہ..... تعزئی یے) ایسے کچھ لفظ درج ذیل ہیں:

مرثیہ،	مرثیے،	مرثیوں۔	تجزیہ،	تجزیے،	تجزیوں۔
نظریہ،	نظریے،	نظریوں۔	تصفیہ،	تصفیے،	تصفیوں۔
اشاریہ،	اشاریے،	اشاریوں۔	قافیہ،	قافیے،	قافیوں۔

اداریہ، ادارے، اداریوں - دہریہ، دہریے، دہریوں -
 انشائیہ، انشائیے، انشائیوں - بنجیہ، بنجیے، بنجیوں -

(ج):

فارسی عربی کے سب لفظوں کی یہی صورت ہوگی:

سایہ، سایے، سایوں - کرایہ، کرایے، کرایوں -
 ہم سایہ، ہم سایے، ہم سایوں - سرمایہ، سرمایے (سرمایے) -
 پیرایہ، پیرایے، پیرایوں - آیہ ("آیت" کی صورت) آیے -
 پایہ، پایے، پایوں - چوپایہ، چوپایے، چوپایوں -

(فائدہ):

ایسے فارسی عربی لفظوں کی سب صورتوں میں (مفرد ہوں یا مرکب) پہلی "ی" برقرار رہے گی، کیوں کہ وہ لفظ کا جز ہے، جیسے لفظ ہے "ہم سایہ" اس میں "ی" جز و لفظ ہے، اس لیے جب "ہم ساگی" بنے گا تو وہ اپنی جگہ پر رہے گی..... ایسے کچھ لفظ:

ہم پایہ
 ہم سایہ
 بے پایہ
 ہم پایگی
 ہم ساگی
 بے مایگی

آخری حرف "ش"

فارسی کے کچھ حاصل مصدر ہیں جن میں آخری حرف "ش" ہوتا ہے اور اس سے پہلے "ی" ہوتی ہے، جیسے: نمائش، اُن کو اسی طرح لکھا جائے گا، "ی" کی جگہ "ہمزہ" نہیں آئے گا۔
 ایسے حاصل مصدر:

افزائش،	آزمائش،	آرائش،	آسائش،
پیش،	بخشائش،	آلائش،	آسائش،
گنجائش،	کشائش،	فرمائش،	ستائش،
			نمائش۔

حاصل مصدر بنانے کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ امر حاضر کے آگے ”ش“ بڑھایا جاتا ہے۔
 جیسے مصدر ہے: آراستن، اُس کا مضارع ہوگا: آراید، اُس سے امر بنے گا: آراے، اور حاصل
 مصدر بنانے کے لیے اُس امر کے آگے جب ”ش“ کا اضافہ کیا جائے گا تو ”آرائش“ ہوگا:
 (آراے + ش = آرائش)

جن مصدروں کے فعل مضارع میں ”یذ“ ہوگا، اُن سے بننے والے افعال و اسما میں وہ
 ”ی“ برقرار رہے گی، کیونکہ وہ جزو لفظ ہے، جیسے ایک مصدر ہے ”شایستن“ اُس کا مضارع
 ”شاید“، ”شایستہ“ اسم مفعول ہے، ”شایستگی“ اسی سے بنا ہے، ”شایاں“ بھی اسی مصدر سے بنا
 ہے۔ اُردو میں ایسے کچھ الفاظ مستعمل ہیں، مثلاً:

آئندہ (زمانہ آئندہ)،	پائندہ (پائندہ باد،	پاے دار،	پاے داری،
پائندگی،	شاید،	باید و شاید،	بایست (بہ قدر بالیست)
شایاں،	شایستہ،	شایستگی،	نمائندہ،
نمائندگی،	نمایاں،	نمایشی	آزمایشی،
آرائشی،	ستائشی،	ستائش گری،	زیبائشی،
پیدائش،	فہمائش،	رہائش،	گرمائش۔

یہ لفظ خلاف قاعدہ بنے ہوئے حاصل مصدر ہیں۔ ان کو بھی اسی طرح لکھا جائے گا۔

رایگاں، شایگاں، ان دونوں لفظوں میں تیسرا حرف ”ی“ ہے۔ ان کو اسی طرح لکھا

جائے گا اور جس قدر لفظ لکھے گئے ہیں، اُن میں ”ی“ کی جگہ، ہمزہ لکھنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ مثلاً ”نمائندہ، شائستہ، رائگاں، پائنداری“ (وغیرہ) لکھنا غلط ہوگا ہر جگہ ”ہمزہ“ کی جگہ ”ی“ لکھی جائے گی۔

(فائدہ):

”سرمایہ دار“ اور ”سایہ دار“ ان دو کلموں کو واحد جمع دونوں صورتوں میں اسی طرح لکھا جائے گا۔ جیسے: وہ بڑا سرمایہ دار ہے، اور سرمایہ داروں نے جال پھیلا رکھا ہے۔ یہ درخت سایہ دار ہے، اور سایہ دار درخت ہر طرف لگے ہوئے ہیں۔

آخر میں ”یت“ کا استعمال

حمایت، ولایت، عنایت جیسے لفظ، جن کے آخر میں ”یت“ ہے، جب (اسم فاعل یا اسم منسوب بنانے کے لیے) ان کے آگے ”ی“ کا اضافہ کیا جائے گا تو وہ پہلی ”ی“ اپنی جگہ پر رہے گی، جیسے: ”حمایت“ سے ”حمایتی“ (حمایت + ی = حمایتی) اس کو ”حمایتی“ لکھنا غلط ہو گا۔ اسی طرح ولایتی، عنایتی، پنچایتی وغیرہ۔

دو ”ی“ کا استعمال

عربی کے کچھ مصدر ہیں (باب تفعیل سے) جن میں اصلاً دو ”ی“ یک جا ہیں، جیسے: تعین، ایسے سات مصدر اردو میں کچھ زیادہ مستعمل ہیں۔ ان میں سے دو مصدر تو اصل کے مطابق ہی استعمال میں آتے ہیں، وہ یہ ہیں: تعین اور تبیین، اور باقی پانچ مصدروں میں پہلی ”ی“، ”ہمزہ“ سے بدل گئی ہے، یہ ہیں: تذلیل، تخیل، تزعین، ان کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔

لاحقہ ”یل“

اُردو کا ایک لاحقہ ہے ”یل“ جیسے: اذیل، سزیل، دڑھیل، اس میں ”ی“ پر زبر ہے، اس لئے وہ پوری طرح تلفظ میں آتی ہے اور اسی لیے اُس کو لکھا جاتا ہے۔ اُن کو ”سزیل“ (وغیرہ) لکھنا غلط ہوگا۔

یہ قاعدہ ہے (قاعدہ کلیہ) کہ جب درمیان لفظ میں ”ی“ پر زیر ہوگا تو اُس جگہ ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا اور کمسور ہونے کی صورت میں ”ہمزہ“ آئے گا۔ جیسے سہایک (سہای ک) کو جب بہ فتح چہارم پڑھا جائے گا تو وہ چوتھا حرف لازماً ”ی“ ہے اور اگر اُس کو بہ کسر چہارم پڑھا جائے تو پھر یہ ”سہانک“ ہوگا۔ اسی طرح نراین، نایک، گھایل، پایل وغیرہ۔ مثلاً: ”محمل“ اور ”بادل“ کے قافیے میں ”گھایل“ آئے گا اور ”دل“ اور ”بسل“ کے قافیے میں ”گھائل“ آئے گا۔

انگریزی لفظ شیکسپیر وغیرہ

(الف):

نیچے انگریزی کے کچھ لفظ لکھے جا رہے ہیں، ان میں اور ان کی طرح کے اور سب لفظوں میں، خواہ وہ کسی زبان کے ہوں، آخر سے پہلے والے حرف کی جگہ پر ”ی“ لکھی جائے گی، ”ہمزہ“ کبھی نہیں آئے گا اور وجہ وہی ہے کہ یہ ”ی“ مفتوح ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر زیر (کسرہ) ہے، جو ”ی“ سے موافقت رکھنے والی حرکت ہے۔ ایسے کچھ لفظ:

جوئیز (جون کی ر)،	سنیئر،	پانیر،	کیشیر،	برگیڈیر
میر (م کی ر)،	بیرڈریسر،	بیر،	شیکسپیر،	بودلیئر
کیریر،	ایریر،	سوویئر،	انڈین،	ایرینین،

ایشین،	اسیشین،	آرین،	کمیدین،	لاہیرین،
چمپین،	سویلین،	پویلین،	کسٹوڈین،	وکتورین،
سیریل،	امپیریل۔			

(ب):

اوپر جو لفظ لکھے گئے ہیں ان میں ”ی“ مفتوح ہے۔ اس قاعدے کو پھر لکھا جاتا ہے کہ مکسور ہونے کی صورت میں ایسے مقامات پر ”ہمزہ“ آئے گا، جیسے:

رائفل (رائفل)،	جائفل،	چائنا،	وائنا،	ٹرائل،
سائیکالوجی،	مزائل،	سائڈ،	بائبل،	سائکل،
لائٹ،	پائپ،	ٹائپ،	سائز،	فائل،
وائن،	ٹائل،	مائنس،	سائنس،	نائٹروجن۔

اسم فاعل میں ہمزہ کا استعمال

(الف):

عربی کے بہت سے اسم فاعل ایسے ہیں جن میں ”ہمزہ“ لکھا جائے گا: ایسے کچھ لفظ:

قائل،	سائل،	مائل،	قائم،	دائم،	صائم،
متشائم،	لائق،	فائق،	تائب،	نائب،	صائب،
غائب،	دار،	سار،	زار،	طار،	ضائع،
شائع،	فائز،	جائز،	عائد،	زائد،	مطمئن

(ب):

یہی صورت بہت سی جمعوں کی ہے:

خزائن،	قرائن،	دقائق،	نفائس،	نقائص،	فرائض،
قبائح،	لوائح،	وقائع،	صنائع،	بدائع،	ذرائع،
شرائط،	نتائج،	جرائد،	فوائد،	عقائد،	حمائد،
قصائد،	شدائد،	وظائف،	طوائف،	کوائف،	عجائب،
غرائب،	حقائق،	وقائق،	فائق،	مسائل،	فضائل،
رسائل،	وسائل،	دلائل،	قبائل۔		

اس انداز کے سب اسم فاعل اور اسمائے جمع اسی طرح مع ہمزہ لکھے جائیں گے۔

(ج):

کچھ متفرق لفظ:

معائنہ، ذائقہ، طائفہ، دائرہ، جائزہ، قائمہ، زائچہ،
کائنات، آئینہ، آئینہ، آئین، تائید، پائیں، پابندی،
کایاں، دائیں، بائیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جہاں جہاں ”ہمزہ“ آیا ہے، وہاں وہاں اُس پر زیر ہے اور یہی پہچان ہے اس کی کہ یہاں لازماً ”ہمزہ“ لکھا جائے گا۔ مثلاً ایک لفظ ہے ”گائیک“۔ یہ دو طرح تلفظ میں آتا ہے۔ جب اس کو بہ کسر حرف سوم بولا جائے گا تو لکھا جائے گا ”گائیک“ اور جب بہ فتح سوم تلفظ میں آئے گا تو ”گائیک“ ہوگا۔

مغلّیٰ اور سرمئی جیسے لفظ

مغلّیٰ اور سرمئی کے انداز کے بہت سے لفظ ہیں۔ ان سب لفظوں میں آخری کلمہ ”ئی“ سے (ئی) یہ بول چال میں کسی بھی طرح آئیں، ان کو لکھا جائے گا اسی طرح:

فالسئی، پستئی، اگری، سرمئی، مغلی، باجپی
 لچئی، چکنئی، منی، بڑھئی، گجی، بھئی
 کسنئی، گرنئی، مکی۔

ی۔ یے

”ی“ اور ”یے“، ایک ہی حرف کی دو صورتیں ہیں جو لفظ کے آخر میں آتی ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ ”ی“ معروف آواز کے لیے آتی ہے۔ جیسے: زندگی، اور یے کبھی مجہول آواز کے لیے آتی ہے، جیسے: کرے اور کبھی اس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے۔

(۱)

الف:

جب لفظ کے آخر میں ”ہائے مختفی“ ہوتی ہے تو محرف صورت میں۔ اُس لفظ کے آخر میں ”یے“ آ جاتی ہے۔ جیسے کعبہ اور کعبے سے۔ اسی طرح چار دروازے اور دو راستے۔ اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ ایسی صورت میں ہمیشہ لفظ کو ”ہائے“ مجہول کے ساتھ لکھا جائے، ورنہ املا غلط ہو جائے گا، یعنی ”کعبہ میں“ غلط املا ہے۔ صحیح املا ہے ”کعبے میں“ کچھ لفظوں کے آخر کا ”الف“ بھی محرف صورت میں ”یے“ سے بدل جاتا ہے، جیسے: گھوڑا، اور گھوڑے پر، سہارا، اور سہارے کے بغیر۔

ب:

برقع، موقع، مطلع، مقطع، مصرع، موضع، مجمع،
 مطع، مطع

یہ نو لفظ ہیں۔ جمع کی صورت میں نیز محرف صورت میں ان کے آخر میں ”یے“ کا اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے: مطلعے میں، مقطعے سے، موقعے پر، چار مصرعے، دو برقعے۔

”ون“ کے ساتھ جب ان کی جمع بنے گی، تب ”ع“ کے آگے ”ون“ کا اضافہ کر دیا جائے گا، جیسے: مجموعوں میں، موقعوں پر، مطبوعوں کا کام، مصرعوں کا شمار وغیرہ۔

”مصرعے“ لکھا جائے گا، یا ”مصرعوں“، دونوں صورتوں میں ”ع“ تلفظ میں الگ سے نہیں آتا، بلکہ ”یے“ اور ”و“ میں آمیز ہو جاتا ہے، مگر اس کو لکھا ضرور جائے گا۔ اب ان کی صورت یہ ہوگی:

مصرع، مصرعے، مصرعوں۔ مقطع، مقطعے، مقطعوں۔
مطلع، مطلعے، مطلعوں۔

”ی“ اور زیر کا استعمال۔

انگریزی کے ایسے بہت سے لفظ اُردو میں مستعمل ہیں جن کو لکھتے وقت یہ اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ فلاں حرف کے بعد ”ی“ لکھنا چاہیے، یا اس پر زیر مان لینا کافی ہوگا۔ مثلاً کچھ لوگ ”ایڈیٹر“ لکھتے ہیں اور کچھ ”ایڈیئر“ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ”ڈال“ کے بعد ”ی“ ہے، اس سے یہ اصول ہاتھ آیا کہ ایسے لفظوں میں جب حرف پر دباؤ زیادہ ہو تو اس کے بعد ”ی“ لکھنا چاہیے اور اگر دباؤ ہلکا ہو تو زیر کافی ہوگا۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

پبلشر، کلاسی، کیئر کر، ڈائرکٹر، ڈرائنگ، ڈرائنگ۔

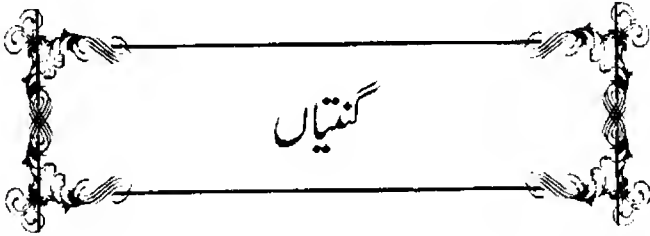
ایڈیٹر، ایڈیشنل، ایڈیشن، ایمپائر، انگرامز، ایڈیسن،

اس کے برخلاف، مندرجہ ذیل لفظ مع اضافہ ”یا“ سننے میں آتے ہیں:

پروفیسر، پریسیڈنٹ، پالیسی، یونیورسٹی،

کیمپ، ایڈوکیٹ۔





(الف):

چھے، اس کو پہلے ”چھ“ بھی لکھا جاتا تھا۔ اب کچھ لوگ اس کو ”چھ“ لکھتے ہیں، مگر ”چھ“ تو کوئی لفظ ہی نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ جب تک کسی اور حرف کو شامل نہ کیا جائے، اس وقت تک یہ حرکت کو قبول کر ہی نہیں سکتا۔ جیسے ایک لفظ ہے: پوچھ، اس میں آخری ٹکڑا ”چھ“ ہے۔ اس طرح تو یہ آ سکتا ہے، ایک مستقل لفظ کے طور پر کیسے آ سکتا ہے؟

مختصر یہ کہ اب اس لفظ کو ”چھے“ لکھنا چاہیے، جیسے: چھے دن، چھے روپے وغیرہ۔ اسی سے ”چھماہی“ بنتا ہے، جیسے:

ع : رسم ہے مردے کی چھماہی ایک.....

”چھے“ سے چھیوں“ بنے گا۔ جیسے: چھیوں آدمی آ گئے۔ اسی طرح ”چھیا سٹھ“ اور ”چھیتیر“ سب میں ”چھے“ کی ”ی“ باقی رہے گی۔

(ب):

گیارہ سے اٹھارہ تک کی گنتیوں کے آخر میں ”ہ“ ہے (ہاے ملفوظ) ان کے آخر میں

”الف“ لکھنا ٹھیک نہیں۔ یعنی صحیح املا ”بارہ“ ہوگا اور ”بارا“ لکھنا درست نہیں ہوگا۔ ان کو اس طرح لکھا جائے گا:

گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، پندرہ، سولہ، سترہ،
اٹھارہ۔ د

(ج):

جب ان سے اعداد ترتیبی نہیں گئے تو ”ہائے ملفوظ“، ”ہائے مخلوط“ میں بدل جائے گی، جیسے:

بارہ، بارھواں، بارھویں۔

البتہ ”اٹھارہ“ کو ہ کے بغیر ہی لکھا جائے گا۔ یہ اسی طرح مستعمل ہے۔ اس میں ایک ”ھ“ پہلے سے موجود ہے، غالباً اسی لیے دوسری ”ھ“ جگہ نہیں بنائی۔ اب اعداد ترتیبی کی صورت یہ ہوئی:

گیارہ،	گیارھواں،	گیارھویں۔
بارہ،	بارھواں،	بارھویں۔
تیرہ،	تیرھواں،	تیرھویں۔
چودہ،	چودھواں،	چودھویں۔
پندرہ،	پندرھواں،	پندرھویں۔
سولہ،	سولھواں،	سولھویں۔
سترہ،	سترھواں،	سترھویں۔
اٹھارہ،	اٹھارواں،	اٹھارویں۔

(د):

(اعدادِ استغراقی)

گیارہوں، بارہوں، تیرہوں، چودھوں،
پندرہوں، سوہوں، سترہوں، اٹھاروں۔

(ہ):

انیس سے اڑتالیس تک کی گنتیوں میں ”س“ سے پہلے ”ی“ ہے۔ کبھی کبھی بعض گنتیوں میں اس ”ی“ کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جلدی میں ”اکتالیس“ یا ”چونتیس“ وغیرہ قلم سے نکل جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ان سب گنتیوں میں ”س“ سے پہلے ”ی“ لکھی جائے گی:

ایس، بائیس، تینتیس، وغیرہ۔
اکتیس، بتیس، چونتیس، وغیرہ۔
اکتالیس، بیالیس، تینتالیس، چوالیس، وغیرہ۔

(د):

33 34 35 37 45 47 65
ان سات اعداد کو جب لفظوں میں لکھا جائے گا، تو ان میں نون غنہ ضرور آئے گا، اس

طرح:

تینتیس، چونتیس، پینتیس، سینتیس، پینتالیس، سینتالیس، پینسٹھ۔

(ز):

سیکڑا، سیکڑوں، سیکڑے، ان میں نون غنہ موجود نہیں۔ ان کو ”سیکڑوں“ یا ”سیکڑا“ لکھنا صحیح نہیں۔

(ح):

69 سے 78 تک کی گنتوں میں سے کچھ میں ہائے مخلوط (ھ) آتی ہے بعض میں ”ہائے ملفوظ“ اور بعض میں ”ہ“ آتی ہی نہیں۔ ان کو اس طرح لکھنا چاہیے:

اٹھتر، ستر، اکھتر، بہتر، تہتر، چوہتر، پچھتر
چھیتر، ستر، اٹھتر۔

(ط):

اعدادِ ترتیبی

”پہلا“ اور ”دوسرا“ سے لے کر ”اٹھتر واں“ اور ”اٹھتر ویں“ تک اعدادِ ترتیبی کے لکھنے میں کچھ مشکل پیش نہیں آتی، اس طرح:

گیارہواں، گیارہویں، بیسواں، بیسویں،

اکتیسواں، اکتیسویں، اکیاونواں، اکیاونویں۔ (وغیرہ)

البتہ 79 سے 99 تک کچھ الجھن ہو سکتی ہے، شاید اس وجہ سے کہ 79 سے 99 تک کے اعداد اعدادِ ترتیبی کی صورت میں عموماً استعمال میں نہیں آتے، اس بنا پر نامانوس پن کا احساس ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں طریقہ یہ رہے گا کہ 79 سے 99 تک کے اعداد میں ”واں“ اور ”ویں“ کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا اور یہ اس لئے کہ (اور اعدادِ ترتیبی کی طرح) ان کو ملا کر لکھنے میں عددی وضاحت ذرا کم ہو جاتی ہے اور بعض مواقع پر کسی طرح کا التباس بھی ہو سکتا ہے۔ ان اعداد کی صورت یہ ہوگی:

اٹاسی واں،	اٹاسی دیں،	اٹاسی واں،	اٹاسی ویں،
اکیاسی واں،	اکیاسی دیں،	نواسی واں،	نواسی ویں

تک۔

یہ خیال رہے کہ ان سب اعداد میں اعدادِ معین کی ”ی“ تلفظ میں بہت خفیف ہو کر آتی ہے، یعنی ”اکیاسی واں“ کا تلفظ ”اکیا سواں“ کی طرح ہوتا ہے، مگر اس ”ی“ کو لکھا ضرور جائے گا اور یہ دفع التباس کے لیے ہوگا۔ جیسے: ”پچاسی واں“ کو ”پچا سواں“ لکھا جائے تو اس کا امکان ہے کہ تشدید کے چھوٹ جانے کی صورت میں اس کو ”پچا سواں“ سمجھ لیا جائے۔

ان اعداد کو اگر اس طرح لکھا جائے کہ عدد کو ہندسے کی صورت میں لکھ کر ”واں“ اور ”ویں“ کو اس کے ساتھ لکھا جائے، مثلاً:

90 واں اور ”90 ویں“ یا ”79 واں“ اور ”79 ویں“ تو زیادہ مناسب ہوگا۔

(ی):

انیسی، پچاسی، پچانوے، تینانوے، ان گنتیوں کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ ان میں کبھی ایک ”ی“ بھی شامل کر دی جاتی ہے۔ یعنی ان کو ”انیسی، پچاسی، پچانوے، تینانوے“ لکھا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔

-☆-

لفظوں کو ملا کر لکھنا

دو لفظوں کو ملا کر نہیں لکھنا چاہیے۔ اردو میں شوشے، جوڑ، نقطے، حرفوں کی مختلف صورتیں یہ سب کچھ اس قدر اور اس طرح ہے کہ ان سب کے ساتھ دو یا زیادہ لفظوں کو ملا کر لکھنا، نگاہ کو مزید آزمائش میں مبتلا کرنا اور طالب علم کو حیران کرنا ہے۔

لکھنے اور پڑھنے کی آسانی اس میں ہے کہ لفظوں کو ملا کر نہ لکھا جائے۔ اس سے پڑھنے میں آسانی اور لکھنے میں سادگی کا فائدہ حاصل ہوگا۔ زبان صرف اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں کے لیے نہیں ہوتی۔ وہ طالب علموں اور کم خواندہ لوگوں کے لیے بھی ہوتی ہے۔ ایک لکھا پڑھا

آدمی ”نیکیت“ کے پڑھنے میں اُلجھن نہیں محسوس کرے گا، مگر ابتدائی درجوں کے طلبہ اور معمولی سطح کے آدمیوں کو اس کے پڑھنے میں اُلجھن سے آنکھیں چار کرنا پڑیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ مرکب لفظ جو دو یا زیادہ لفظوں سے بنے ہوں، آپس میں ملا کر نہ لکھے جائیں، بل کہ ہمیشہ الگ الگ لکھے جائیں۔ اس کی پابندی کرنا چاہیے۔

(الف)

دو لفظوں کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا، خواہ دو اسم ہوں، جیسے: خوب صورت، کہ اس کو ”خوبصورت“ نہیں لکھنا چاہیے، یا فعل ہوں، جیسے: آئے گا، چل گیا، دیکھیں گے۔ ہر صورت میں فعلوں کے ساتھ ایسے لاحقوں کو الگ لکھا جائے گا۔

(ب)

اسموں کے ساتھ جو سابقے آتے ہیں، ان کو بھی الگ لکھا جائے گا، جیسے: بہ خوبی، اُن پڑھ، بے ڈھنگا وغیرہ۔

(ج)

کہ، چہ وغیرہ کو بھی الگ لکھا جائے گا، جیسے: کیوں کہ، چنانچہ، بل کہ۔

(د)

جو مفرد لفظ آسانی کے ساتھ ٹکڑوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں، اُن کو علاحدہ لکھا جائے گا، جیسے: بی بی، ذلِ دَل۔

(۵)

انگریزی کے لفظوں کو اس طرح لکھنا چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو سکیں، جیسے: یونیورسٹی، ٹرانسپورٹ۔

اُردو میں مرکبات کی تعداد بہت ہے۔ اس کے علاوہ، سابقوں اور لاحقوں سے مرکب ہونے والے الفاظ بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ ذیل میں محض مثال کے طور پر، ایسے لفظوں کی مختصر سی فہرست پیش کی جاتی ہے:

”بہ“ خواہ لفظ کے شروع میں آئے، یا درمیان میں، اس کو الگ لکھنا چاہیے۔ اسی طرح حرفِ نفی ”نہ“ کو بھی ملا کر نہیں لکھنا چاہیے۔ ”بے“ کو بھی کلمے سے ملا کر نہیں لکھنا چاہیے، جیسے:

بہ خدا،	بہ نظرِ اصلاح،	بہ آسانی،	بہ کارِ خاص،
بہ رنگِ غالب،	بہ خوبی،	بہ ضد ادب،	دم بہ دم،
جا بہ جا،	تن بہ تقدیر،	جاں بہ لب،	نام بہ نام،
رو بہ قبلہ،	حرف بہ حرف،	نوبہ نو،	لب بہ لب،
نہ کرو،	نہ لکھو،	نہ دیکھیں گے،	نہ پوچھو،
نہ کہو،	نہ جائے،	بے دماغ،	بے وفاء،
بے کلی،	بے لگام،	بے وجہ،	بے وقت،
بے ہوش،	بے ہوشی،	بے نوا،	بے نیاز،
بے نظیر،	بے کراں،	بے کس،	بے کسی،
بے لاگ،	بے مروت،	بے فائدہ،	بے فکرا،
بے طرح،	بے قابو،	بے قاعدہ	بے شرم،

بے شمار، بے ڈھب، بے تاب، بے تابی،
 بے بس، بے باک، بے باکی، بے جرم،
 بے درد۔

البتہ بجز، بجائے، بفضلہ، بہم، بغیر، بعینہ، یہ لفظ، مستثنیٰ الفاظ کی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں کہ یہ مفرد لفظوں کی طرح بن چکے ہیں، ان کو اسی طرح لکھا جائے گا:

اُن کو، اِس کو، مجھ کو، تجھ کو، اُس سے، مجھ سے،
 تجھ سے، اِن سے، ہم نے، اُنہوں نے، جب تک، کب تک،
 اب تک، ہم پر، اُس پر، اُس کا، اِن کا، کس کا،
 وغیرہ۔

جو کلمے سابقوں یا لاحقوں کے طور پر کلمے کے شروع اور آخر میں آتے ہیں، اُن کو ملا کر نہیں لکھنا چاہیے، جیسے:

بیش تر، کم تر، خوب تر، خوش تر
 البتہ ”بہتر“ کو اسی طرح لکھا جائے گا۔
 فن کار، قلم کار، دست کار، عمارت گر،
 ستم گری، کاری گر، بازی گر، طلب گار،
 خواست گار، کام گار، خدمت گار، نیل گوں،
 گل گوں، ریگ زار، طرب زار، زعفران زار،
 باغ بان، فیل بان، گاڑی بان، نگہبان،
 پری وش، ماہ وش، نام ور، خن ور
 خوف ناک، ہیبت ناک، نم ناک، تاب ناک،

شرم ناک،	رزم گاہ،	تخت گاہ،	عبادت گاہ،
غم کدہ،	بت کدہ،	آتش کدہ،	صنم کدہ،
توپ خانہ،	مے خانہ،	بت خانہ،	ختم خانہ،
شراب خانہ،	ڈاک خانہ،	مہمان خانہ،	خاص دان،
قلم دان،	پان دان،	روشن دان،	دانش مند،
عقل مند،	حاجت مند،	دولت مند،	خواہش مند،
کیوں کہ،	چوں کہ،	جب کہ،	بل کہ،
بہ شرطے کہ،	غرض کہ،	چنانچہ،	اُن جان،
اُن پڑھ،	اُن داتا،	اُن ہونی،	شاہ کار،
شاہ راہ،	شاہ باز،	شاہ خرچ،	شاہ رگ،
شہ رگ۔			

عام کلمے:

گل بدن،	گل فام،	گل رنگ،	گل رخ،
گل قد،	نیم خواب،	نیم باز،	یک مشت،
یک دل،	غلط نامہ،	سال نامہ،	فال نامہ،
اہل کار،	امام باڑا،	آب دیدہ،	خوب صورت،
خوب رو،	خوش حال،	خوش بو،	خوش خبری،
دھرم شالا،	دل دادہ،	دل کش،	دل گیر،
دل پذیر،	دل دہی،	ذی روح،	ذی شان،
زبان داں،	زیاں کار،	شب خون،	شب چراغ،

صاحب دل،	صاحب قرآن،	صبح دم،	طالب علم،
عالی جناب،	خوش خط،	رس گلا،	راج دلار،
راج کمار،	کان پور،	جون پور،	غازی پور،
سکھ پال،	سنگ دل،	سال گرہ	دیگرہ۔
سرگس،	شرٹیں،	غنگیں،	اندوگس،
لڑکس،	بچپن،	خاکسار،	شرمسار،
		شاخسار،	بازیچہ،
		غالیچہ،	
		پیلچہ،	دیگچہ،
		پاسبان،	

جیسے چند لفظ ہیں جو مفرد لفظ بن چکے ہیں، ان کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ مگر یہ خیال رہے کہ ایسے گنتی کے چند لفظ ہیں اور بس باقی سب کلموں کو الگ الگ ہی لکھنا چاہیے۔



اعراب

”اعراب“ سے مراد ہیں: زیر، زیر، پیش اور جزم۔ زیر، زیر پیش کو ”حرکات“ بھی کہتے ہیں۔ اردو میں عام لفظوں پر زیر، زیر لگانے کا رواج نہ تھا اور نہ ہے مگر اب حالات نے کچھ ایسی صورت پیدا کر دی ہے کہ بہت سے لفظوں پر اعراب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ عام الفاظ کے علاوہ، بعض مقامات یقیناً ایسے ہیں جہاں اعراب نگاری کو لازم قرار دینا چاہیے۔ ان میں سب سے زیادہ اہمیت اضافت کے زیر کی ہے۔ اضافت کے زیر کو لازماً لگانا چاہیے، جیسے:

موسم بہار، دیوسفید، زندگی فانی۔

وغیرہ۔ اسی طرح:

اُس، اِس، اُن، اِن، ادھر، اُدھر۔

ان کلمات میں ”الف“ پر زیر یا پیش ضروری لگانا چاہیے۔ مشکل لفظوں میں یا کم معروف لفظوں میں ضروری مقامات پر اعراب ضرور لگانا چاہیے۔ اسی طرح، جن لفظوں کے پڑھنے میں کسی طرح کا شبہ پیدا ہو سکتا ہو، اُن پر بھی اعراب لگانا چاہیے۔ خاص خاص لفظوں پر اعراب لگانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ لکھنے والے اور پڑھنے والے، دونوں کا ذہن صحت تلفظ کی طرف منتقل ہوتا رہے گا۔ آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔



علامات

لفظوں کو صحیح پڑھنے کے لیے، ”واو“ اور ”ی“ کے سلسلے میں بعض مقامات پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ ”ی“ یا ”واو“ یہاں معروف ہے یا مجہول۔ اسی طرح نون کے متعلق بھی یہ معلوم ہو کہ یہاں پر غنہ ہے یا ملفوظ۔ بہت سے نئے لفظوں یا کم معروف لفظوں کے سلسلے میں خاص طور پر اس ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

①

”واو“ سے پہلے والے حروف پر اگر پیش ہو اور ”واو“ کھینچ کر پڑھا جائے، تو اس کو ”واوِ معروف“ کہتے ہیں۔ کھینچ کر پڑھنے میں نہ آئے تو وہ ”واوِ مجہول“ ہے۔ ”واوِ معروف“ کو ظاہر کرنے کے لیے، اس ”واو“ پر اُلٹا پیش بنا دینا چاہیے، جیسے: دُور، چُور، نُور، ”واوِ مجہول“ کے لیے اس سے پہلے والے حرف پر پیش لگانا کافی ہوگا، جیسے: نیچُور، گُور، سُور۔

②

”یاے مجہول“ کے لیے اس سے پہلے والے حرف پر زیر لگایا جاسکتا ہے، جیسے:

بیر، پیر، تیر، شیر۔

(3)

طو، پو، اور پیر، پیر جیسے لفظوں میں (جن میں ماقبل ’ی‘ مفتوح ہے) ’’ی‘‘ اور ’’واو‘‘ سے پہلے والے حرف پر زبر لگانا چاہیے۔

(4)

نون غنہ جب لفظ کے آخر میں آتا ہے تو اُس پر نقطہ نہیں رکھا جاتا ہے جیسے: کہاں، وہاں..... جب وہ لفظ کے بیچ میں ہو، اور ضرورت محسوس ہو تو اس کے اوپر اُلٹا تو س بنا دینا چاہیے: جیسے: گنوار، دانو، چونسا..... جب وہ ساکن ہو اور ضرورت سمجھی جائے، تو اس پر جزم بنا دیا جائے، جیسے: بنسی، چندن۔

(5)

کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں ’’واو‘‘ لکھنے میں آتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا، جیسے: خود، خوش۔ اگر کبھی کسی خاص لفظ میں ضرورت محسوس ہو، تو ایسے ’’واو‘‘ کے نیچے ایک چھوٹی سی لکیر بنا دی جائے، جیسے: خود، خویش، خوراک۔

علامتوں کے متعلق یہ بات خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو بے ضرورت استعمال نہ کیا جائے۔ اکثر لفظوں سے عام لوگ واقف ہوا کرتے ہیں۔ زیادہ زبر، زیر یا علامتیں لگانے سے عبارت بوجھل اور بدنما ہو جاتی ہے اور آسانی کے بجائے، کبھی کبھی اُلجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں، جہاں واقعی ضرورت ہو، وہاں اعراب بھی لگانا چاہیے اور علامتوں سے بھی پوری طرح کام لینا چاہیے، بل کہ ان کو لازم سمجھنا چاہیے۔

فائدہ:

تشدید بھی ایک طرح کی علامت ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس حرف کی

تکرار ہے۔ یہ علامت، حرف کی قائم مقام ہوتی ہے (مددت = مدت) بہت سے لفظ ایسے ہیں جن کو تشدید کے بغیر بھی صحیح طور پر پڑھ لیا جاتا ہے، مگر اچھا یہی ہوگا کہ اس کو التزام کے ساتھ لکھا جائے۔ بہت سے لفظ ہیں جو مع تشدید بھی درست ہیں اور بلا تشدید بھی، جیسے: ندی اور ندی۔ ایسے لفظ بھی ہیں جن میں تشدید کے ہونے یا نہ ہونے سے معنوی فرق آ جاتا ہے، جیسے: ردی اور ردی۔ ”زندگی فانی“ اگر شعر میں آیا ہے اور اس کو ”زندگی فانی“ ہی لکھا جائے تو ظاہر ہے کہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ بہر صورت، تشدید کو ضرور لکھنا چاہیے:



رموزِ اوقاف

اوقاف، ان علامتوں کو کہتے ہیں جن کی مدد سے جملے کو اور جملے کے مختلف اجزا کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان کا استعمال ضروری ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اضافت کے زیر اور کاما کو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو اکثر اوقات پڑھنے والے کو عبارت اور اشعار کے مطالب و مفہیم کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ان علامتوں کو پابندی سے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ علامتیں حسب ذیل ہیں:

علامت	انگریزی نام	اردو نام	
,	Comma	سکتہ	①
;	Semicolon	وقفہ	②
:	Colon	رابطہ	③
-	Fullstop	ختمہ	④
?	Sign of introgation	سوالیہ	⑤
!	Sign of exclemation	ندائیہ، فجائیہ	⑥
()	Brackets	قوسین	⑦
“”	Inverted commas	واوین	⑧

① سکتے:

اس علامت کا انگریزی نام ”کاما“ زیادہ مشہور ہے۔ ”کاما“ کا استعمال بہت ضروری ہے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عبارت کے ٹکڑے ایک دوسرے سے اس طرح مل نہیں پاتے کہ مطلب خبط ہو جائے۔ جب بھی ایسے لفظ یک جا ہو جائیں جن کو ایک دوسرے سے الگ کیا جانا ضروری ہو تو وہاں ”کاما“ کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ یہ علامت خاص طور سے ایسے موقعوں پر استعمال میں آتی ہے:

① جب دو یا زیادہ ایک ہی قسم کے کلمے ایک ساتھ آئیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک یا دو لفظوں کے بیچ میں ”کاما“ آتا ہے اور آخری لفظ سے پہلے ”اور“ یا ”یا“ آتا ہے، جیسے: یہ کتاب مفید، نصیحت آموز اور آسان ہے۔ لاہور، فیصل آباد اور کراچی میں بھی میں نے تلاش کیا۔ وہ تو بہت سمجھ دار، ذہین اور بااخلاق ہیں۔

② ندائے لفظوں کے بعد جیسے: جناب صدر! خواتین و حضرات! اے ماؤ، بہنو، بیٹیو!

③ مختلف ٹکڑوں کے بیچ میں، جیسے: صبح ہو کہ شام، اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ آندھی ہو کہ پانی، روشنی ہو یا اندھیرا، تنہائی ہو یا محفل، کسی بھی حالت میں اخلاق اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

④ ایک ہی ڈھنگ کے جملوں کے بیچ میں، جیسے: میں یہاں آیا، وہاں گیا، غرض سارا دن پھرتا رہا۔ کھیلنے کے وقت کھیلو، پڑھنے کے وقت پڑھو۔ ”کاما“ بہت سے مقامات پر استعمال میں آتا ہے، مندرجہ ذیل مثالوں سے اس کے استعمال کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے:

ہمایوں، ایران سے واپس آیا تھا۔ بابر، ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ جب وہ چلے گئے، تو میں تمہارے پاس آیا۔ جس شخص نے مجھ سے یہ سب باتیں کہیں، اس کا نام میں نہیں بتاؤں

گا۔ جس نے اُس سے جھگڑا کیا، وہ پریشانی میں پڑا۔ وہ شخص ہے تو بے وقوف، مگر ہے ایمان دار۔
اُن کو یہاں سب کچھ مل جاتا ہے، پھر وہ کہیں اور کیوں جائیں۔ وہ چھڑی ہاتھ میں لے، نکل کھڑا
ہوا۔ وہ کتاب، حالی کی ہے۔ مولانا حالی، مسدس کے مصنف ہیں۔

اشعار میں ایسے مقامات پر ”کاما“ ضرور لگانا چاہیے جہاں لفظ آگے پیچھے ہو گئے ہوں
یا ٹکڑوں کو الگ الگ کر دینے سے، مفہوم واضح ہو سکتا ہو، جیسے چند اشعار:

ہے آدمی، بجائے خود، اک محضر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، غیر ہمیں اٹھائے کیوں

ع نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے۔

کاما جیسے ”سکتہ“ بھی کہتے ہیں، یہ چھوٹے ٹھہراؤ کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جب
زیادہ ٹھہراؤ کا مل ہو، تو ”وقفہ“ استعمال کرنا چاہیے، جسے ”سیسی کولن“ بھی کہتے ہیں۔

-☆-

② وقفہ:

جب کئی لفظوں کے بیچ میں ”کاما“ ہو، تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آخری ٹکڑے سے پہلے
طویل وقفے کا مل معلوم ہوتا ہے، ایسے موقعوں پر آخری ٹکڑے کے بعد وقفہ لانا چاہیے، جیسے:
سچائی، خلوص، ایمان داری؛ ان سب کی ضرورت اُن کو نہیں۔

اس کی ایک دوسری صورت یہ ہوتی ہے:

کراچی، حیدر آباد، نواب شاہ، صوبہ سندھ میں ہیں۔ حالی کی مسدس، یادگار غالب، حیات جاوید، شبلی کی الفاروق، سیرت النبی ﷺ، حسین آزاد کی آبِ حیات، دربار اکبری، قصص ہند، بار بار پڑھنے کی کتابیں ہیں۔ جو کرے گا، سو پائے گا، جو بوئے گا، سو کائے گا۔ آنا، تو خفا آنا؛ جانا، تو زلا جانا۔

-☆-

③ رابطہ:

کسی کا قول نقل کیا جائے، کسی اقتباس کو لکھا جائے، نظم یا نثر کی تشریح کی جائے؛ ایسے موقعوں پر اس علامت کو استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح مثالوں سے پہلے لفظوں کے معانی لکھنے سے پہلے شعر یا مصرعے کا حوالہ دینے سے پہلے، اس علامت کو لایا جاتا ہے۔ جیسے:

ہندستان کے مشہور شاعر یہ ہیں: میر، غالب، اقبال۔

مومن کا یہ شعر: تم مرے پاس ہوتے ہو گویا۔۔۔

غالب نے ایک خط میں لکھا ہے: مغل کے لہجے کی نقل نہ کرو۔۔۔

-☆-

④ ختمہ:

یہ علامت، جسے عام طور پر ”ڈیش“ کہتے ہیں؛ جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے، جیسے:

میں وہاں گیا تھا۔ انگریزی کے محققات کے بعد بھی یہ علامت لگا دیتے ہیں، جیسے: کے۔ سی۔

آئی۔

-☆-

⑤ واوین:

جب کسی کا قول، اُسی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، تو اُس کے شروع میں اور آخر میں یہ علامت لاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ حصہ، باقی عبارت سے الگ ہے اور کسی دوسرے سے تعلق رکھتا ہے۔

اسی طرح کسی مشہور شعر کے کسی ٹکڑے کو کسی خاص ترکیب کو، یا نثر کے کسی خاص ٹکڑے کو جب اپنی عبارت میں کھپاتے ہیں تو اُس کو ممتاز کرنے کے لیے ”واوین“ میں مقید کر دیتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی لفظ یا مجموعۂ الفاظ کو ایک خاص معنی میں، یا ایک خاص طرح استعمال کیا گیا ہے، اور پڑھنے والوں کی توجہ کو اُس خاص معنویت یا خاص انداز استعمال کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے: اس صورت میں بھی اُن الفاظ یا اُس لفظ کو ”واوین“ میں لاتے ہیں۔ کبھی بعض اصطلاحوں کو بھی ”واوین“ میں لکھا جاتا ہے، تاکہ وہ اس عبارت میں آمیز نہ ہونے پائیں۔

⑥ ندائیہ:

یہ علامت منادا کے ساتھ لائی جاتی ہے، جیسے: مومن! یہ لاف الفت تقوا ہے کیوں، مگر ولی میں کوئی دشمن ایمان نہیں رہا؟

اس صورت میں اس کو ”ندائیہ“ کہیں گے۔ جب یہ علامت اُن الفاظ یا جملوں کے بعد آتی ہے، جن سے کوئی جذبہ ظاہر کرنا ہوتا ہے، جیسے: غصہ، حقارت، نفرت، خوف، غم، تو اس کو ”فجائیہ“ کہا جاتا ہے۔ جذبہ کی شدت کی مناسبت سے، ایک سے زیادہ علامتیں بھی لگا دیتے ہیں۔

جیسے: اُفُوہ! سخت تکلیف ہے۔ بس صاحب! بس!! وہ اور رحم!۔ میں اور بزم سے

یوں تشنہ کام آؤں! افسوس، صد افسوس! آج وہ شخص بھی دنیا سے اٹھ گیا۔

⑦ سوالیہ:

سوالیہ جملے کے آخر میں یہ علامت آتی ہے، جیسے: کیا بات ہے؟ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے کیا کہا؟ اب کس کی باری ہے؟

⑧ قوسین:

عام طور پر جملہ، معترضہ کو قوسین میں لکھا جاتا ہے، جیسے: محمد علی صاحب (جن کے بڑے بھائی، ملتان میں تحصیل دار ہیں) کل یہاں آئے تھے۔
کبھی دوسرے شخص کی عبارت کو بھی قوسین میں لکھتے ہیں۔



ضمیمہ الفاظ (متفرق الفاظ)

اس ضمیمے میں ایسے لفظوں کی فہرست دی گئی ہے جن کے اِملاء کے متعلق طلبہ کو شک ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں جو الفاظ آئے ہیں، اُن کے علاوہ اور کچھ لفظوں کو بھی ضمیمے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ کچھ لفظوں کے معانی بھی لکھ دیئے گئے ہیں اور بہت سے مقامات پر حرکات بھی لگا دی گئی ہیں، تاکہ فائدے کا دائرہ وسیع ہو سکے اور طلبہ آسانی کے ساتھ لفظوں کا صحیح اِملاء معلوم کر سکیں۔

آگینہ (شیشہ، آمینہ)	آزوقہ (تھوڑی غذا)	آبلہ، آبلے
آرا (لکڑی چیرنے والا)	آسائش	آبنائے
آراستہ	آسیا (چکی)	آب ودانہ
آرائش	آسیہ (فرعون کی بی بی کا نام)	آرائشی
آشکار (ظاہر)	آبیاری (سپائی)	آرنکل
آب حیات	آب خوار	آزر
آب شور	آخون (استاد)	آزمائش
آذر (آگ)	آزمایشی	آذر بایجان
آشکار	آپ ہی آپ	آرڈر

آبا (آب کی جمع، باپ دادا)	آشم (گنہگار)	آریا
آباواجداد (باپ دادا)	آخاہ (آخاہ)	آڑھت
آبائی (خاندانی چیز)	انکما	آڑھتیا
آفتابہ (ایک طرح کا پرانا	آہا، آہا (خوشی کا نعرہ)	آٹھاہ
لوٹا)		
آئین	انکاد	اٹلس
آئیے (آئیے)	اٹھارہ	آئندہ
اٹھاروں	آگرہ	آیہ آیت
اٹھائی گیرا	آٹالیش	آیے (آئیے کی جمع)
اٹھتر	آلہ (جمع: آلات)	ابتدال (بے قدری ہلکا پن)
آلا (کچا زخم، ہرا زخم)	آبرہ	آمر زش (بخشش)
اسرار (بھید)	آدوان (ادوائن)	ارث (ترکہ)
اسکول	ادویہ	آرڈل (بہت گھٹیا)
اسلحہ جات	اُدھم	اسماعیل
آدھن	آرغوان (سرخ رنگ)	آش آش
آدھنا	آرگبا (ایک مرکب)	اُشغلا (فساد والی بات)
آدھیلا	آرنی	اُصالت
اڈا	اڑتالیں	اُضرار (تاکید، ضد، تکرار)
اڈیٹر	اڑتیں	اُضرلاب
اصطبل	اڈیشن	اُڑیل

اصلاً (ہرگز)	اڈیشنل	ازالہ (د زائل کرنا)
اضطرار (بے اختیاری)	اِذعان (یقین کرنا)	ازدحام (بھیڑ، ہجوم)
اطریفِ شل	الْجہاد	امروہہ
اطلس	الحاح (التجا، خوشامد)	انا الحرح
اجارہ	آمرِ گار (بخشنے والا)	اُبلہ (بے وقوف)
اجرا	آملہ	اجرائے ڈگری
آموختہ (پڑھا ہوا)	ابوذر (ایک صحابی کا نام)	اچھبھا
آنا	احتراز (پرہیز کرنا)	آنا فائنا
اُپاے	احساب (حساب لینا)	آنسو، آنسوؤں
اُپلا	احتمال (شک)	آنکڑا
اُتاپنا	احتیاج (حاجت)	اُتار
احرام باندھنا	آنکھی پانکتی	اُتار چڑھاؤ
اُحمر	آنولا (آملہ)	اتالیق
احول (جو ایک چیز کو دو آئینہ دیکھے)	آئینہ	اُتاولا
اُحیاناً (اتفاقاً)	آوا	اتائی
اختراع (نئی بات پیدا کرنا)	اختلاط (میل جول)	آویزہ
اُخذ	اُذفر (خالص)	اُزرق (نیلا رنگ)
اُخضر (جس کا رنگ ہرا ہو)	اخلاط اربعہ (خون، صفرا)	اوٹ (پردہ)
	اُذکار (ذکر کی جمع)	

اذن (اجازت، حکم)	اخیانی	ازہر (بہت روشن)
اخیار	اَذہان	اژدہا
اَہار (کلیاں)	اژدہات (مرکب دہات)	اُذیت
اُہا (ادیب کی جمع)	اربع (چار)	اُداسا (بوریا بستر)
اِرتباط (میل جول)	اُدعیہ (دعا کی جمع)	اُربعین (چالیس)
اِنقش	اُولا (ٹانگ کا بے ریشہ گوشت)	اِسٹل
اِرتقاش	اِولا بدلا	اُسترہ
اِرتقاع (بلندی)	اِونا	اِسحاق
اِعزا	اِانا و نمر	اُعجوبہ
اِعلا	اِنسباط	اِسیشن
اِنبیا	اَعما (اندھا)	اِنبوہ (بجوم)
اِنتالیس	اِلف لیلہ	اِغماض (چشم پوشی)
اِفزائش	اِنتیس	اِغن (نام)
اِفوہ	اِنفی	اِاللہ
اِلبی	اِقصا	اِالہ
اِالہیات	اِکا	اِاندرا
اِالہیہ	اِکا و نٹ	اِانگارا
اِانھتر	اِاک در	اِانگیا
اِاور کوٹ	اِامام باڑا	اِاکسپورٹ
اِاولوالا بصار	اِاماتیا	اِاکسٹرا

اک منزل	امبالہ	اود بلاو
اکیس	امبر	اولا (بہت بہتر)
گرنی	امپائر	اولاد
آگزا منر	امپورٹ	اہرام مصر
الاجی (الاجی)	امیریل	ایجوکیشن
إلاو	امت الزہرا	ایچی ٹیشن
الاونس	آچور	ایڈرس
إلتباس (شک پڑتا)	امراوتی	ایڈوکیٹ
برات	ایذا	باولا
برادہ	ایریر	بائبل
برامدا	بائیس	براءت (بیزاری، بچاؤ)
بابت	بائیکل	باٹ (اُوزان)
بائیگاٹ	برائے	باٹا
بتاشا	برتا	باجا
بتیس	برتاد	بٹا،
برخاست	باجرا	بٹنا
برودہ (غلام)	بارہ	بٹائی
برزخ	بارہوری	بجائے
برشکال	باڑ	بجرا
برص (ایک بیماری)	باڑا (جیسے امام باڑا)	بچارا

بُرقع	باڑھ (دریا کی طغیانی)	بچاؤ
برقنداز	بچکانا	برگا
بچھو	برگیڈیر	برما
بازو	بخشایش	بروحی
باشہ (ایک شکاری پرندہ) بجیہ	بزاز	بدراہ
باعث	بدراجا	بُڑولا
بانٹ	بدلا	بُڑیا
بانہیں	ہدیہ	بساط
باد	بساطی	باوگولا (تولج کا درد)
بَدلہ (لطیفہ)	بستہ	بے کل
بَسوا	بنگلیا	بھنپارا
بسولا	بننا	بھنچکا
بُشرا	بَنولا	بھنچا
بطی	بھج بھچانا	بُوا
بھراؤ	بقاء اللہ	بُوانا
بھرتا	بقایا	بھروسا
بھانی	بقعدہ (جگہ)	بھکاری
بقیہ	بہاؤ	بھل بھل
بکاؤلی	بھاؤتاؤ	بھل بھلانا
بگنا	بہاء الدین	بگولا

بھبک	بلا	بھنڈوڑنا
بھنکنا	بھپکا	بلیبلا
بھو	بھبکاتا	بلی عجب
بھوبل	بھبوت	فضول
بھوپکا	بھبوکا	بلی ہوس
بھوسا	بھپارا	بمبوق
بھوں	بھتا	بناوسنگار
بھونپو	بھتا	بتجارا
بھونچال	بھٹھا،	بُندا
بھئی (بھائی کا مخفف)	بھٹی	نفشہ
بھيجا	بھٹی	بگلا
پائل	پارلی منٹ	بھچپنا
پاے مال	پارہ	بھیک
پايندہ، پايندگی	پارینہ (پُرانا)	بیوپار
پنچ پچاو	پایہ، پایے، پایوں	پیپاری، بیوپاری
بیر	پبلشر	پالا
پانسا	پوٹا	پالیسی
پانو، پانوؤں	پڑا	پنپنا
پانیر	پیگھا	پتا
پتا	پاؤ (سیر کا چوتھائی حصہ)	پتا

پتلا	پاؤڈر	بیضا (روشن سفید)
پتنگا	پاؤنڈ	بیضہ (انڈا)
پتھراؤ	پاکستی	ہیلا،
بے مایہ	پتیلیا	پانچا
پنا ایک قسم کے فن سپہ گری کا نام	پوٹا	پاؤ (پانا کا فعال)
پوپلا	پنا (حلقہ جو پالتو جانوروں کے گلے میں ڈالتے ہیں)	پایہ (پاءے)
دیو ہار	پاے بند	بے مایگی
پایجامہ	پاے تخت	پاے بوس
پٹکا	پٹاخا	پٹے (سر کے دونوں طرف لٹکے بال) پٹاہ (وہ چیز جس کو جوتے میں رکھتے ہیں)
پایداری	پال	پایدار
پاے دان	پارا	پٹاخا
پاے گاہ	پارچہ جات	پٹارا
پکھوانا	پٹکا	پٹاؤ
پڑاؤ	پذیر، پذیرائی	پریکٹس
پڑا (سلسلہ قطار)	پڑا (محلہ بستی)	پٹھا (نو عمر، پہلوانوں کی اصطلاح میں شاگرد)

پڑوس	پَرَا (گروہ، غول)	پَرُوا
پڑوسن	پراگندگی	پَرُوسی
پراٹمری	پڑیا	پراگندہ
پستہ	پٹوا	پَرُومردہ
پستہنی	پَر تلا	پَٹِیلا
پَند ا	پَر چہ	پَٹِین
پَچ گوشیا	پَر چھاواں	پَچ دار
پَچ لڑا	پسینا	پَر چھائیں
پَر سا	پُٹھارہ	پَر دہ
پرکالہ	پَچ منزلہ	پُشتہ
پرگنہ	پچارا	پشیمینہ
پرنا لا	پچانوے	پَلا
پچھتانا	پَر وَا	پچاسی
پَر وَا تہ جات	پچھتاوا	پَر وَا
پچھیاو	پر د فیر	پچھوا (پچھم کی ہوا)
پھیڑا	پھپس	پَلا
پھیکا	پھپولا	پَلاؤ
پھیکی	پھپوندی	پَلاؤ (پلاؤ)
پیادہ	پھٹ پھٹانا	پَند ا

پیلا	پلہ (مرتبہ، ترازو کا پلہ) پھٹ پیالہ	پھٹیا
پیلاؤ (پانی پینے کی جگہ)	پھد پھدانا	پلیا
پیلا	پھر پھرانا	پنا
پیتا (چمڑا جس کو جوتے میں رکھتے ہیں)	پھری	پن بھٹنا
پنجایت	پھرد پھردانا	پنجہ
پنجاتی	پیترا	پھل جھری
پن سیرا	پیدائش	پہنچ
پیرا بے، پیرا یوں	پیرا بے	پہنچنا
پسا	پہنچا	پوانٹ
پیشا	پہنچی	پوتا
پیانٹا لیس	پھننا	پوتا
پھکوانا	پھکننا	پوچھنا
پولٹیکل	پہنٹیس	پھینکنا
پوٹھنا	پہنٹھ	پھینک پھانک
پیٹھا (ایک پھول)	پہنٹھ	پھنکنا
پھاڑا	پہو، پھو، پھیں	پھنکنی
پھانسی	تارا	پھوار
تازیانہ (گھوڑا)	پھوپھی	پھوپا

پھاوڑا	پھوہڑ،	تاشا
پھاہا	پہیا، پیسے، پیہوں	تالا
تازگا	تخمیل	تعرض (روکنا)
تانے تشنے	تدبذب	تعریض
تاو (حرارت)	تراا	تراہا
تعزیت	تاو (تاو) چچا	ترائی
تعزیر	تاو (تاو) تانا کا فعل	ترپولیا
تعزیہ	تبادلہ	ترئی
تعلیٰ	تہارا	تراق
تعویذ	تباشر	تراق پراق
تعمین (مقرر کرنا)	تہرا	تراقا
تغیر (بدل دینا)	تہاں	توکیہ
تفحص (تلاش)	تپش	تودیر (مکر، فریب)
تقویض (سوچنا)	تو کمن (آراستہ کرنا)	تقاضا
تسالا	تئمہ (خاتمہ، ضمیمہ)	تسارُخ (سہو، بھول)
تثلیث (تین حصوں میں تقسیم کرنا)		تسابل (سستی، غفلت)
تسلا	تقوا	تسمہ
تکا بوٹی	تشت	تکا
تخت الثرا	تشری	تغذیب (تھلانا)

تحریر	تصحیح	تصحیح
تخصیہ (حاشیہ لکھنا)	تصریح (واضح بیان کرنا)	تضییع (برباد کر دینا)
تختہ	تضحیک	تکونا
تخلیہ	تکونیا	تخمینا
تعالا	تلاطم	تلاو (تالاب)
تنبورہ	تہوار	تہاہ
تلمیذ	تہستانی	تہنگا
تنقیص،	تھنکار	تکوا، تکوے، تکووں
تثقیف (صاف کرنا)	تھنکارنا	تکوائی، تکوائی
تہذیب	تکوال	تہران
تماچا، تمانچا	تینکا	تہس، تہس
تہمازت	تہنوع (طرح طرح کا)	تہکا ماندا
تماشا	تہنہ	تہکا تہکانا
تہماہا	تہکم تہکا	تہبا کو
توام (جزواں)	تہگلی	تہبو
تو بڑا	تہلکہ	تہیح (فائدہ)
توبہ	تہمال	توتا
تہمت	تہمیل	توتیا
تہمد، تہ بند	تہوا	تہنچا

تودہ	تھوتن	تمغزلا
ٹوشہ	تھوہڑ	تمغیز
ٹوٹھ (وضاحت کرنا)	تھیہ	تمیزن (نام)
ٹولا	تیار، تیاری	تتاؤع
تولیا، تولیے، تولیوں	تیجا	تتاقتض (ایک دوسرے کی ضد ہونا)
تہ	تینتالیس	تتاو
تہ کرنا	تینتیس	تیرہ
ٹھٹھ	تیرہ (سیاہ)	ٹھکرا
تیرہ وتار (اندھیرا)	ٹوٹکا	تیشہ
ٹولا (محلہ بستی)	ٹیکا	ٹینغا (چھوٹی، چوڑی تلوار)
ٹھاٹ	ٹیلی ویژن	ٹیاں
ٹھانسا	ٹھونسا،	ٹھنسا
ٹیور	ٹھنسانا	ٹھقات (ٹھکے کی جمع)
ٹیوری	ٹھونس ٹھانس	ٹھاہت (ٹھکے ہونا)
ٹیوبار	ٹھانو (جگہ)	ٹھہ (معتبر آدمی)
ٹیہا	ٹھپا	ٹیمیس
ٹھٹ	ٹھمن (قیمت، مول)	ٹھٹرنا
ٹھا، الحق	ٹاٹکا	ٹھٹک
ٹھٹکنا	ٹھاٹ اللہ	ٹاٹکنا

ٹھنکنا	ٹھنکوانا	ٹھنکول
ٹھنکائی، ٹھنکوائی	ٹھنکھیرا	جاذب
ٹائل	ٹھنٹ	ٹائل
ٹھنڈ	ٹھنڈا	جامہ
ٹھنٹا	ٹھونکنا (زد و کوب کرنا)	جانچ، جانچنا
ٹرخانا، ٹرکانا	ٹھونٹ	جانگ، جانگیا
ٹھونکنا	ٹھنٹنا، ٹھنکوانا	جائے نشین (جانشین)
ٹھسا	ٹھہراؤ	جُبلِی
ٹکا	ٹھہرنا	جہیمہ پیشانی
ٹکاؤ (ٹکاءو)	ٹوہ	جھّا
ٹکراؤ	ٹھوکا	دوزخ
جُذام	جُنیو	جھل جھلاہٹ
جُذامی	جُوا	جھما جھم
جذب	جوار	جھنجھری
جذر	جواری	جھنجھلانا
جرات	جوالا	جھنجھلاہٹ
جرح	جوڈیشل	جھنجھوڑنا
جرگہ	جونیر	جھن جھنانا
جھن جھن	جواؤ (جڑاؤ)	جھابا
جُڑواں	جھانج	جھوٹ

جُو	جھانجن	جھونپڑا، جھونپڑی
جُوی، جُویات	جھانجیں	جھونج
جُور (سمندر کا اتار)	جھانسا	جھونجل
جُود	جھانکنا، جھنکوانا	جھونک
جُودی	جھانواں	جھینکنا
جُزیہ	جھجر	جٹی
جغرافیہ	جھجک، جھجکنا	جیب
جیا	جیے	جیو
جگہ	جھرتھری	جُلاہا
جھردکا	چادرا	جمال گوتا
جھکا	جھاو (جھانا)	جھکاٹو (جھکانا مصدر کا فعل)
جھل جھل	جھاسی	فیصلہ
جھنجیت	جھل جھلانا	چارہ (علاج، تدبیر)
چالیں	چلکی	چو طرفا
چانپ	چلا (کمان کی تانت)	چوکا
چانٹا	چلغوزہ	چو گوشیا
چاو (ارمان، ناز)	تمنا	چلہ
چونا	چاوں چاوں (شور غل)	چونتیس
چاے	چمبل	چونچال
چپو ترا	چپا	چھاپا

چھاپنا	چھپنا	چھاپنا
چٹھارا	چل چلاو	چھالا
چٹھکرا	چھپین	چھالیا
چٹچہ	چھانٹنا	چھٹنا، چھٹوانا
چڑہ	چٹاؤ	چھٹائی
چڑخہ	چنداموں	چھانو
چڑکا	چندہ مانگنا	چھاؤنی
چڑھاو	چوالیس	چھٹنا
چڑھاؤ	چھٹنا	چھپا
چڑکا	چوپارا	چھپلا
چٹھا	چھپورا	چٹکا
چڑھا	چھپو نذر	چٹکا
چڑا ہا	چھپہ	چھپہ
چٹکا	چڑستا	چڑہ
چٹکتی	چڑواؤ	چھڑکاؤ
چٹکوتا	چڑوہ	چھٹنا
چٹھنی	حذر (پرہیز بچاؤ)	خوض
چٹھنوا	خذف (دور کرنا)	چھوا
چھوئی	چھوئے	خاکا
چھوئی موئی	گرگٹ	چھوڑا

حرب (آلہ جنگ)	نوکا (انگوٹھا، ٹھنڈکا)	بھنگ
پُھوانا	حرز (تعویذ)	پُھو چک
حریرہ	خدمت گزار	چھے
خوم (ہوشیاری)	دوراندیشی	خُرد (چھوٹا)
چھتیر	خُون (غم)	خُردہ (ٹکڑا، ریزگاری)
خُنا (نام)	خُرسند (خوش)	چیدہ
حصار	خرسندی	پگڑی
حصص	خُرم	غالب
حصہ	خُخرہ	خُرمَا
چِدا	خُصَر (سفر کے خلاف)	خُریطہ (تھیلی)
چیدا	خُزوف (ٹھیکری)	خُضیض (نشیب)
خُسارہ	خُازِق (ماہر، کامل)	خُظا (عیش، مزہ)
خُستہ	خامی	خُمیا زہ
اُگڑائی	بدلہ	پشیمانی
خائل	خلوا	خواستگار
کلمہ تحسین	خُلیہ	خوانچہ
خُجرہ	خماہل	خواہ مخواہ
خجلہ	حمایتی	خوشنود
خجم	خوالات	خوشہ (گچھا)
حدیقہ (باغ)	حوالہ جات	خُوض (غور و فکر)

دفعہ	درجہ	خوناب
دفعہ (ایک دفعہ۔ دفعہ 420)	درخواست	خویش (اپنا)
دفعیہ	درگزر کرنا	نحیاط (درزی)
دفعینہ	درگزرنا	خیر سلا
دقیانوسی	درماندہ	داخلہ
دقیقہ	درماہ	داخلہ
دُگنا، دوگنا	درندہ	دادرا
دل آرا	دُرہ (چمڑے کا کوڑا)	داروغہ
دل آرام	دَرہ (دَرہ گھاٹی)	داعیہ (خواست، اجارہ)
دریچہ	دانو	دل آویز
دَریز (کپڑا)	داہنا	دُلا ر
دریسی	دائر	دُلا ر
دریغ	دائرہ	دلاسا
دلائل	دائم	دُلائی
دل پذیر	دَرھیل	داؤد
دھوکا (گھونسا)	دلما (ایک قسم کا کھانا)	دائیں بائیں
دلہن	دِساوری	دباؤ (دبانہ کا حاصل مصدر)
دلیا	دستانہ	دباؤ
دُنبہ	دستاویز	دبدبہ
دندانہ	دستہ	دُبدھا

دسہرا	دو آہ	دروا
دعوا	دوات	دُدھی
دَعْدُ غا (چھوٹی قندیل)	دُوار	دَرپے
خوف	دوالا	دوالیا
دور رکعت نماز	دُھوانا	دوانی
دوگونہ	دُھویں میں	دوبارہ
دو محلا	دُھونکنا	دوبالا
دو منزلہ	دُھونکنی	دوپٹا
دو مَنہا	دبجیے	دوپلا
دونا	دبجو	دوپلی
دونا	دیدہ ودانستہ	دوپیارہ
دو نسلا	دیرینہ	دوچار
دونوں	دیکھیے (دیکھیے)	دودھیا
دو ہٹڑ	دیگچہ	دورا کرنا
دوبتی	دیوٹ	دورُخا
دیہات (دیہات)	دیے (دینا کا فعل)	دور دورا
دبانہ	دورنگا	دُہاکی
دیے "دیا" بہ معنی چراغ کی جمع	دورویہ	دیدہ (آنکھ)
دھبا	دوسا	دھچکا
ڈاکا	دوسالہ	دُہرا

ڈاکو	ڈاکوؤں	دوسوٹی
دُہرانا	ڈاکیا	ڈاکیوں
دوشانہ	دہریا	ڈانٹ
ڈانٹنا	ڈانٹ ڈپٹ	دوشالہ
دھل دھلانا	ڈانوا ڈول	دوشنبہ
ڈبلینر	ڈائریکٹر	دوطرفہ
دھند	دُھندلا	ڈبا
ددغلا	دھندکا	ڈباؤ (ڈباؤ)
دوفصلا	دُھواں	دوگانہ (دورکعت نماز)
دُھواں دھار	ڈبیا	ڈپارٹمنٹ
ڈھونڈ	ڈمے دار	ڈپازٹ
ڈھونڈنا	ذوالجلال	ڈپو
ذکا	ذکاوت	ذکیہ
ڈھانچا	راہ گزر	رائٹا
ڈھانکنا	ذکاء اللہ	رائٹر
ڈھپالی	ذکی	رائفل
راے	ڈھکنا	ڈھکنی
ذباب	ڈھکن	ڈھکوسلا
مذمت	راے بہادر	ڈھلاو
ڈمہ	رایگاں	رزولوشن

روپيا	روپے	ربيع
رزیدنٹ	ربيع الاول	رزیدنسی
روزنامچہ	رستہ	روزہ
رہٹ	رسوئی	روزینہ
رپورٹ	رسوینا	روضہ
رُپہلا	رَضاعت	روکا
رہیلی	رَضائی	رُکھائی
رتوندھا	رِضوان	رُلانا
رتوندھی	رطب و یابس (ترو خشک)	راتب
	رَوَنا	
رجواڑا	رعایتی	رومال
رِحلت	رفت و گزشت	رومت الکبرا
رَحْم	رفع دفع	رونکھا
رَحْم (بچہ دان)	رفع شر	رویداد، روداد
رُقعہ	رَویہ	رقیمہ
رحمان	رُکاو	رہائش
رحمت اللعالمین	رُکشا	ریڈیکل
رحمۃ اللہ علیہ	رُمالی	ریزگاری
رُخصتانہ	رَمنا (چراگاہ، شکارگاہ)	ریہ
رَخنہ	ردا	رنڈوا

زواوہ	رذالا	زواں
زائچہ	رذالت	کمینہ پن
رواں	زائر	رذیل (کمین، کم ذات)
روئیں دار	زبرجد	رزمیہ
زوانسا	زبور (ایک آسمانی کتاب)	زبانہ (شعلہ نلو)
زبوں (خراب)	زُرف (گہرا)	ستائیں
ژولیدہ (الجھا ہوا)	پریشان	ستایش
زُجز (دھکی)	ستایشی	زچہ
سترہ	سُترھواں	سترھویں
زُخار	سابودانہ	سترھوں
زرتشت	سائن کپڑا	سُتواں
زردا	سادھوؤں (سادھو کی جمع)	سُتوانسا
زکات	ساعی (کوشش کرنے والا)	سُتھراو
زکریا	سانھ	ستی کام
زُلال (صاف پانی)	سانچا	سانحہ حادثہ
زنانا	زنخا	ساوتھ
سُخا	زنانہ مکان	ساونڈ
سحاب (بادل)	زنانہ مدرسہ	ساتھیہ
سدہ	زنجیرہ	سائڈ
دُھئی دینا	ذوالفقار	ڈراما

ڈھیا	ذوالقرنین	ڈراوتا
ڈھیت	ذومعینین (دومعانی والا لفظ)	ذمائم (برائیاں)
ڈراڈر	ڈھینکلی	ڈزائن
ڈیرا	ڈیا بٹس	ڈاکوٹا
ڈالا	ذات	راجا
ڈلیا	ذاکر	راجیشور
ڈنکا	ذائقہ	راجیہ
ڈوریا	ذبح	راستہ
ڈولا	ذبیحہ	ریاست
ڈونگا	ذخیرہ	کتاب
ڈڈیشن	ڈرا	راو
ڈھاٹا	ذره	راوٹی
ڈھادینا	ڈریت	راوٹڈ
ڈھاٹا	ڈقن	راہ گزار
سُدھ بڈھ	سانکل	سراے
ڈہرا	سایا (ایک پوشاک)	سُردہ (ایک پھل)
زہراب	(زہر ملا پانی) سایبان	بسرکہ
زہر مہرہ	سایہ	سرگزشت
زُہرہ	سبا	سرمایہ، سرمایے
زہرہ	سُرمہ	زیبائش

زیرہ	سُرمی	سُج (سُج)
ثالہ (اولا)	سردا	سُج (سات)
سہانا	سرہانا	ستارہ
سیپارہ	سنفرا	سفرہ (دستر خوان)
سیدھا سادھا	سنچائی	سفلہ (کین)
سیما (ایک دھات)	سندیا	سقا
سیکڑا، سیکڑے، سیکڑوں	سنگائی	سقابہ
سینتالیس	سینک	سکتہ
سینتیس	سنہ	سکورہ
سینٹھا	سوا، سوئی، سویاں	سکہ
سیندور	سوارت	سلفا
سینیر	سواے	سودا سلف
پوتا	سوتا (سوت)	سما (چاندی سونے کے تار، نام)
ڈھکوسلا	شاخسانہ (مکر، دغا، جت)	سلیمان
ڈھانپنا	سولہ، سوہواں، سوہویں	سما (آسمان)
شاذ نادر	کیفیت	سماں (موقع محل)
شالا	سودی نیر	سویاں
سنگ (ایک مچھلی)	شامیانہ	سجھوتا
آلودگی	ملاوٹ	شایبہ

سمن	سویمبر	شاید
سن (عمر)	سہہ ”سہنا“ مصدر کا فعل امر	شایستہ
سموسا	شایستگی	سوم (بہت گرم ہوا)
سہایک	سہانک	شایگان
سناونی (پردیس میں موت کی خبر آنا)	سہو (بھول)	سانگر (پھلی)
شُبہ	سنپولا	سیا، سیے، سیں
شستابا	سنپولیا	سیات (زرائیاں، گناہ)
شخہ (کوٹوال)	سپیرا	سیارہ
شدا (حکم)	شصت (ساٹھ)	شے
صمیم (خالص، سچا)	شطرنج	شخی خوار
صنادید (بزرگ لوگ)	سردار	شکارا
شیرہ	صواب (درست)	شکرانہ
شکسیر	صواب دید	شکرانا
شیوہ (فصح و بلیغ)	صوبہ جات	صوت (آواز)
شکرہ	شیوہ (طور طریق، انداز)	صوفیہ (صوفی کی جمع)
شکر پارا	صولت (رُعب)	شکر خورا
صابن	صوم روزہ	شکر گزار
صافا	صومعہ (عبادت گاہ)	شکریہ

صَاعِقَہ (آسانی بجلی)	صہبا (شراب)	شُکریے
صبا	صیاد	شُلوکا
صبحِ خیزیا	صید	شلیتا (ٹاٹ کا بڑا تھیلا)
شہبھو	صد (سو)	ضائع
شمس الضی	صراف	ضخامت
شمس الہدا	صرصر (آندھی)	ضخیم
شولا	صرع (مرگی)	ضرر (نقصان)
شورا (جیسے: مجلس شور)	صریر قلم (چلنے کی آواز)	ضرغام
شوربا	صعب (تخت)	ضرورتاً
شورہ پشت	صغرا	شہامت (دلیری)
صفیر (آواز)	شہدا	صلات (نماز)
صلالت	گم راہی	صم، بکم، (گونگا بہرا)
ضیافت	شہرہ	صمصام (تلوار)
ضیاء اللہ	ضیاء الدین	عاطفت (مہربانی)
غالیچہ	ضغیم (شیر)	عائد
غائب	ضمیف (مہمان)	عبادت گزار
غبارا	ضیق (تنگی، دشواری)	عبد اللطیف
گڈڈ	خراب	گڑبڑ
عجبوہ	عجیب	غیا (دھوکا)

طائر	غرارہ کرنا	طلبہ
عذا (رخسار)	غرارا	پوشاک
طَرَفُ الثَّعْنِ (لحہ، دم بھر)	عُرْفہ (جھروکا)	عذرا (نام)
طلبہ	عذوبت (لذت شیرینی)	عُزہ (مہینے کا پہلا دن)
طَمَطُراق (کروفر، شان و شوکت)	عُظْمَا (بڑی)	عُزہ (عُرد)
طَنَطَنہ (کروفر)	عُظْمِین (نام)	عُغْصَفَر (شیر)
طوبا	عُقْبَا	عُلَا (مٹی کی گولی)
طوعاً کرہاً (چارنا چار)	علاحدہ	طولا (جیسے: ید طولا)
علاقہ جات	عَلَّہ	اتاج
طومار	علاء الدین	عَلَّان (لوٹا ہوا، بڑھکتا ہوا)
طویلہ	عَلَى الصَّبَاح (صبح تڑکے)	طہ
علی العموم (عام طور پر)	عُلُغْلَہ (شہرہ، دھوم)	طیار (اڑنے والا)
علیمین (نام)	عُمرَا (چغل خور)	عِلل (علت کی جمع)
طیارہ	عَلَى هَذَا الْقِيَاس	عُظْمَا شَدِيد غَضَب
طیش	عُمرُو (نام)	غیظ و غضب
عمر نام	ظِل (سایہ)	عِيسَا عِيسَى
فاحش غلطی (شرم ناک غلطی)	علاقہ	ظَن (گمان)
فالہ	عاشورا	عازہ

فاسق	فائر	قائم
قنات	فائق	فتح (بد صورت)
نازیبا	قوا (قوت کی جمع)	قورما
فتوا	قتلا (قاش)	قبضہ
قدرتا	قبوہ	قراءت
قیافہ	قبیس (چالاک، عیار)	قرطاس (کاغذ)
قیف	قحوائے کلام (انداز کلام)	قرعہ (پانسا)
فرما	قرمزی (سرخ)	قبیلہ
فرمایش	قرنا (سینگ کا بگل)	قیمہ
فرمایشی	قرنفل (لوگ)	قے
فضیحت (رسوائی)	ذلت	قریہ
فطرتا	قزاق	کاٹ چھانٹ
فطرہ	قسانی	کاٹھ کباڑ
فطین (دانا، زیرک)	قشعہ (تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں)	کاٹھ کی ہانڈی
فقہ	کاچھ (دھوتی کا وہ حصہ جو پیچھے گھرا جاتا ہے)	کاٹھی
فقیہ	قصاب	فلینا
قصاص (بدلا)	کاذب (جھوٹا)	کامریڈ (ساتھی)

فہمائش	قصص (قصہ کی جمع)	کارگزار
فی البدیہ (فورا، بغیر سوچے کہنا)	قصیہ (جھگڑا فساد)	کاوش
کارگزاری	قطامہ (فاحشہ عورت)	کاشکے
فیتا	قفس (پنجرا)	کاگا (کوا)
فیروزہ	قلیہ	کالک
قمقمہ	کاما	قائل
قیص	کانسا (ایک دھات)	کانشی ٹیوشن
کڑاڑا (دریا کا بلند کنارہ)	کائنات	کبادہ (کنور)
کڑھاو	کڑدم (بچھو)	کبرا
کسلا (تختی، رنج)	کپڑاتا	کسٹوڈین
کتھا	کسرت (ورزش)	کندہ (کھدا ہوا)
کتھا	کسنی	گندہ (موٹی لکڑی کا ٹکڑا)
کٹاو	کٹائش	کنکوا
کٹڑا (محلہ)	کلاسی	کنگورا
کٹورا	کٹا شجرا	کنگھا
کچا ہند	کٹا وہ	کٹوارا، کٹواری
گچلا (ایک زہر)	کنواں	کٹوئی، کٹوں
کچھوا	گٹھاڑی	گٹیاں

کُلبہ (چھوٹی کوٹھڑی)	کُنور	کراچی
کُلبہ	کُنہ	حقیقت
کُراہ (سیدھی راہ کے خلاف)	کوا، کوئے، کووں	کبریت
کرایہ	کُسا	کواٹر
کرتوت	کلیجا	کوبل
کُرتا	کلیسا	کونج (روانگی)
کُردا (کُوتی)	کُلیہ	کبہ
کُرگھا	کپاؤنڈ	کونچ
کُرم کلا	کُم خواب (ایک کپڑا)	کریلا
کُمر	کُریہ	گھناونا
کونچیں کاٹنا	کوند، کوندا	کھُونپ
گایک، گانگ	کہ (کہنا کا فعل امر)	کھونٹا
گُبرو	کھاتا	کھوٹی
کھا جا	کھونچا	گُٹکا
کھانپ	کھونٹا	گُٹھنا
گھسوانا	گھسواں	کھانچا
کھینچنا	گٹھ جانا	کھانٹا
کیا، کیے	گُٹا	گھٹا
گیاں	گُڑکا	کھروچا

کھڑا نو	کھٹھا	کھینچے، کھینچو
کیر کٹر	کھڑا نوؤں	کھٹھاؤ
کھٹھائی	کھٹھواتا	کھٹھنا
کھٹھوتی، کھٹھوائی	کھیسہ	کھڑوا
کھینچی	کھیشیر	کھٹھس پھٹس
گذاشتن (چھوڑنا)	کھیلنا	کھٹھنر پھٹنر
کھڑاں (گزرنا ہوا)	کھیمپ	کھٹھک (مفلس)
کھٹھوڑنا	گھڑا گاہ	کھینچلی
کھٹھیر	گھڑشتن	کھوڑا
گھڑشتہ	گھڑشتگان (مرے ہوئے لوگ)	کیونکے (بہ معنی کیوں کر)
گھڑاؤنڈ	گھڑشتہ	کھٹھا
گھڑنا (بہت موٹی گردن)	گھانٹھ، گھانٹھنا	کھینچنا، کھنچنا
گھڑتی، گھڑتن	گھانو، گھانوؤں	کھنچواتا، کھنچاؤ
گھڑایش	گھاد	کھٹکارنا
گھڑوی	گھادی	کھٹکنا
گھڑبوٹ	گھائے، گھائیں، گھایوں	کھن کھننا
گھٹھیاں	گھٹھاس	گھڑیا (چرواہا)
گھنو	گھٹھیارا	گھڑارا

گزاردن (ادا کرنا)	گھاو	گودان
گزارش (عرض)	گھائل، گھائل	گھوشلا
گزارنا	گھٹنا،	گھٹانا، گھٹوانا
گوران	گھوٹنا	گیارہ، گیارھواں، گیارھویں، گیارھوں
لمبا	مُذَنوَن	مہوبا
ملغوبا	مورچا	مہینا
مُلَمَع	مورخ	مسی
لمیدا	مورخوں	مے شراب
منادا	مورخہ	مے صاف
منجد ہار	مُوزہ	میان (ایک قسم کی پاکی)
منجھولا، منجھولی	موسا (موسیٰ)	میانہ روی، میانہ قد
در میانہ	مُنڈاسا (پجڑی)	موسس
مُنَقَا	موضع	میر
مُنہ	مُوقِر (عزت دار)	میلا
مُنہامندہ	موقع	میل خورا
منہدی	مُوکِدہ (تاکید کرنے والا)	میں نے
منہگ، منہگانی	مُوکِدہ (تاکید کیا گیا)	میو
موکدہ	مُنہتال	موکل

مواخذہ	موکلوں	منہیاری
مولانا	مواخذوں	مولا
مؤلف	موازنوں	موازنہ
مُزورنا	بچھچھ	مُزور بسر
مُکھرو، گوکھرو	مُٹیاں	گھراو
مُٹھکی	مُٹائی	گھگو
مُٹھیا نا	گلاوٹ	لاسا
مُٹھاو پھراو	گولائی	لال (سرخ)
مُکھ (شکایت)	مُٹھناوٹا	مُکھا
لالہ (ایک مشہور پھول)	مُٹھنکرو	مُکھ (جھنڈ)
لُٹاؤ (لٹانے والا)	مُٹھنکریا	مُکلا
لُچکا	گھٹنڈیاں	مُٹھنڈیاں
لُچھی	گھٹنڈونا	گندا
لذت	گھوٹنا	گنڈا
لذیذ	گھونسا	گنڈاسا
لِفافہ	گھونسلہ	مُٹنیا
لُقلُقہ (رعب)	گھونگا	مُگوالا
لُتمان	گھونٹ	گوتھنا
لکھیے، لکھیو	گھونگر	گورکھ دھندا

اُگاؤ (اگانا کا حاصل مصدر)	گھنٹی	گُہار
تلاش	مانجھا	اُگاؤ (اگانا کا فعل)
مُتَمَتِّع (فائدہ اٹھانے والا)	مانجھی	لُٹہ (لٹہ)
مُتَنَازِع فیہ (جس میں اختلاف ہو)	ماننا	لُہاؤ
ٹھکانا	ماوا (جاے پناہ)	لُنگوٹا
مُتَنَبِّہ (ہوشیار، خبردار)	ماوزی تنگ	لُنگا
مُٹ بھیر	مائل	لُہار
مُتَمَنِّع (آٹھ پہلو والا)	مُباح (جائز)	لُونا
مُتَنَاقِل (نقل مطابق اصل)	مُتَعَدِّل (عام، حقیر)	لُہذا
مُتَنَجِّی	مُہابات (فخر، بڑائی)	لُہریا
(شروع ہونے کی جگہ)	مُجتبا	لُیت و لعل (نال منول) مبداء
لیلا	مُجَلَّا (چلا کیا ہوا، چکایا ہوا)	لُججی، لُچپو
مبداء فیاض	لُیْلۃُ القدر	مُجَلَّہ (رسالہ)
مبداء فیض	لُیثی	مُجَمَّع
مُغایا	لُیے (فعل)	مُجھ کو
مُجیرا	عالم فاضل	مُجھے
مُجَلکا	مُتَبَّنَا (لے پا لک)	لُیے (حرف جار)
مُجھندر	حیرت زدہ	مُتَخیر

مَآثر (اچھے آثار)	مُنْذِب	مُحَاذِ (مقابل)
مَالِہ الامتياز (نشان امتياز)	مُتَضَمِّن (شامل، داخل)	مَابِ النزاع (جھگڑے کی بنا)
مُعْذَر (دشوار)	مُحْضَر (جس کا غدی پر قاضی کی مہر لگی ہوئی ہو)	مَحْرُون
مارکا (جیسے: شیر مارکا)	مُعْضَر (روکنے والا)	مال گزار
مال گزاری	مُتَعَدِّ	محکمہ جات
مَرْغَرار (چراگاہ)	مِسل	مُحْتَنَانہ
باز پرس	مَعْذُور	مُسما
مُحِ (مخلوق کو زندہ رکھنے والا)	مُسْمَات	مرفہ الحال (خوش حال)
مصرع	مِصرَع	مِصرَعوں
مُخَاصَمَت (آپس میں جھگڑا)	مِرونا	مصطفیٰ
مُخْرُوجِی	مِرہٹا	مُصفا
مُتَمَصِّ (جھگڑا کھینچا)	مُرْاجِم (روکنے والا)	مُصَلّا (جانماز)
مُدعا	مُرَاوِع	مُصَالَفَہ
مُذَاکِرہ	مُرْخُوف (بناوٹ کی بات)	مُذْنِبَا (صاف کرنا)
مُذَلَّت	مُضْمَكہ	مُضْمَكہ
مُذَلَّت	ذلت	مِضْرَاب
مُذْمُوم (برّا)	مُرْزَع (مُزْرَعہ)	مُضَرَّت (نقصان)
مُذْنِب (گناہگار)	مُرْاِکِل	مُذْهَب

مڑگاں	مطبع	مڑوہ (پلک)
مطلع	مطبع	مطلعوں
مرآت (آئینہ)	مسا	مطمئن
مُرافعہ (اپیل)	مسا لا	مَعَ جیسے: مع کتاب و قلم
مُربا	مُستقنا	معائنہ
مربع	مُستغنیث (فریادی)	مُعلا
مرضا	معا	متنفر
مُرخص (رخصت کیا گیا)	مُستقیض	مُغنی
مردانہ	مِقراض	قینچی
مردوا	مخرہ	مقطع، مقطوع، مقطعوں
مرزئی	مِرا	مُقفا
مرغا	مُطَح (بچھا ہوا)	مکئی
ناتا	موافق، موافقوں مولفوں	ناثرا
موافقت موافقتوں	مونث	ناشتا
مؤثر	مومثوں	ناشکرا
موچہ	مُؤید (تائید کرنے والا)	ناکا (سوئی کانا)
مُؤدب	مُؤدِن	مہوا
ہتھ پھیری	نظر گزر	ہتھ چھت
نظیر	واثرگوں (اوندھا)	ہتھ نال

واثرول (اوندھا)	ہتھنی	نقشا
واگذاشت	ہتیار	نقن (نام)
یاسین	ہمالا	ہوا، ہوئی، ہوئے
سجیا (سجی)	ہم پایہ، ہم پاگی	یونیورسٹی
نذرانہ	نوگزا	ہاتھی
نذیر	نوک جھونک	ہامی
اقرار	افکار	انوار
نو	ہائل (ہول تاک)	شدید
نوہت (بے عیب ہونا)	ہنہ فارسی کے مصدر نہاون	کثرت
	(رکھنا) کا فعل امر۔	
ہائلہ (جیسے واقعہ ہائلہ)	نواد (اصل، نسب، نسل)	فراز
نوند (غملگین)	نہتا	ہتی
نشیلا	ہٹکڑی	نصارا
نیو	ہتھ پھول	نصیب
ہم سایہ	ہم سایے	ہم سایوں
واد	بتیا لینا	بتیلی
ہم ساگی	ہمیولا	ہچکولا
ہندستان	ہرج	ہندو، ہندوؤں
ہرجا	ہنڈولا	ہرجانا

خرچا	افسوس	میرڈریسر
ہونق	ہیت جمع ہیات	ہونٹ
کھبت	نالہ	تالا
نمایش	تاو	واسرائے
نمایشی	تائب	واے (کلمہ افسوس)
نھاو	طریقہ	وتیرہ (عادت، شیوہ)
وقفہ	وسطا (جیسے: مشرق وسطا)	نمائندہ، نمایندگی
وکتوریا	نمدا	نتیجتاً
ولایتی	نمک پارا	نخرا
نکلیا	نانو (نام)	وائن
مال ضامن (نقدی کی ضمانت دینے والا)	نودولتا	دیدا
ہاتھ	نور الہدا	نذر
مال اموات (لاوارث مال)	مال تال (روپیہ پیسہ)	مال زادہ (سخت گالی)

- ☆ - ☆ - ☆ - ☆ -

www.KitaboSunnat.com



89096170785

رابعہ فک ہاؤس

الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ (پاکستان)